https:.//www.ashrafia.net

ماہنامہ
اکتوبر ۲۰۲۴ء

الاشرف

کراچی
Reg. # MC 742
Web: www.ashrafia.net

بیادگار امام العارفین زبدۃ الصالحین حضرت غوث العالم
محبوب یزدانی مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ

غوث اعظم درمیانِ اولیاء چوں محمد درمیانِ انبیا

درسِ قرآن
درسِ حدیث
محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عادات وخصائل
مناقبِ غوث الثقلین رضی اللہ عنہ
فتنۂ قادیانیت..
غازی احمد رحمۃ اللہ علیہ کا مرزا ناصر سے مکالمہ
محدثین کرام کا تقویٰ پرہیزگاری

بانی اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید احمد اشرف اشرفی الجیلانی

ماہنامہ

الاشرف

کراچی

اسلامی تعلیمات اور روحانی اقدار کا علمبردار
پاکستان میں سلسلہ اشرفیہ کا واحد ترجمان

ربیع الثانی ۱۴۴۶ھ
اکتوبر ۲۰۲۴ء جلد ۴۶ شمارہ نمبر ۱۰

(رجسٹرڈ نمبر MC 742)

اے اشرف زماں زمانہ مدد نما
درہائے بستہ را زکلید کرم کشا

بیاد گار بزرگان محترم

غوث العالم تارک السلطنت محبوب یزدانی حضرت مخدوم میر اوحد الدین سلطان
سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ

قطب ربانی حضرت ابو مخدوم شاہ
سید محمد طاہر اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ

بانی

اشرف المشائخ حضرت ابو محمد شاہ
سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ

روحانی سرپرست

قائد ملت حضرت علامہ
سید محمود اشرف اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی
سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ سرکار کلاں کچھوچھہ شریف امبیڈکر نگر (بھارت)

ایڈیٹر

ابو المکرم ڈاکٹر **سید محمد اشرف** جیلانی
سجادہ نشین
درگاہ عالیہ اشرفیہ، اشرف آباد، فردوس کالونی، کراچی

سب ایڈیٹر

صاحبزادہ **حکیم سید اشرف** جیلانی

فون نمبر:
0321-9258811 | 021-36600676

مقامِ اشاعت
درگاہ عالیہ اشرفیہ اشرف آباد فردوس کالونی، کراچی۔ 74600

قیمت =/40 روپے
سالانہ =/400 روپے

نگراں انتظامی امور : سید محبوب اشرف جیلانی
مشاورت : سید اعراف اشرف جیلانی

پروف ریڈر (ریسرچ اسکالر)
سید اظہار اشرف جیلانی
مولانا عرفان اشرفی

ڈیزائننگ اینڈ کمپوزنگ
محمد ابراہیم اشرفی
محمد اجواد عطاری

سرکولیشن
محمد بلال اشرفی / محمد قدیر اشرفی
محمد ثاقب اشرفی

پرنٹر و پبلیشر: ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی نے الاشرف آفسٹ پرنٹنگ پریس، ناظم آباد سے چھپوا کر شائع کیا

https://www.ashrafia.net

اس شمارے میں

حمد ونعت	جناب پروفیسر عابد میر سلطانی صاحب، جناب سید مظفر احمد ضیاء صاحب	3
آغازِ گفتگو	ایڈیٹر	۴
درسِ قرآن	حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اشرفی علیہ الرحمہ	7
درسِ حدیث	حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ	9
محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عادات وخصائل	جناب صابر کلوری صاحب	12
مناقبِ غوث الثقلین رضی اللہ عنہ	شہزادہ دارالشکوہ (سکینۃ الاولیاء)	18
مکتوباتِ اشرف المشائخ قدس سرہ... (تصوف کی تعریف)	اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ	22
یہ تھے مسلمان حکمران	تحریر: حضرت علامہ سید محمد صالح فرفور (دمشق)	25
	مترجم: حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمہ	
فتنۂ قادیانیت.. غازی احمد (سابق کرشن لال) کا مرزا ناصر سے مکالمہ	جناب حبیب اشرف صبوحی صاحب	28
محدثین کرام کا تقویٰ و پرہیزگاری	ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی	31
فقہی سوالات کے جوابات... (ماہِ ربیع الآخر سے متعلق)	حضرت علامہ مفتی سعید احمد اشرفی دامت برکاتہم العالیہ	36
حضرت اُمِ حکیم بیضاء رضی اللہ عنہا حضرت اُمِ حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا	سیدہ بنت حکیم سید اشرف جیلانی	39
حضرت ضباعہ رضی اللہ عنہا بنت زبیر حضرت اُمِ حکیم رضی اللہ عنہا بنت زبیر		
سیب ایک مقوی غذا	ابوالحسین حکیم سید اشرف جیلانی	41
تبصرہ..."حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا علمی مقام"	ریسرچ اسکالر: سید محمد اظہار اشرف جیلانی	43
الاشرف نیوز	صاحبزادہ سید صابر اشرف جیلانی	45

https://www.ashrafia.net

باری تعالیٰ
حمد

جناب پروفیسر عابد میر سلطانی صاحب

یوں مکہ ہمسرِ عرش بریں ہے
یہیں تو بیتِ رب العالمین ہے

خدا نے اُس کو دی اِک اور عظمت
نبی ﷺ کا مولدِ اقدس یہیں ہے

بغیر اس کے ادھورا حج و عمرہ
ادائے حاجرہ کیا دلنشیں ہے

کرم اللہ کا مجھ پر ہوا ہے
درِ کعبہ ہے اور میری جبیں ہے

حطیم و ملتزم ، میزابِ رحمت
صفاء مروہ یہیں، زم زم یہیں ہے

گدائے بے نوا ہو یا شہنشاہ
جبیں کِس کی یہاں پر خم نہیں ہے

خلیل اللہ کے نقشِ قدم پر
دلِ عابدؔ بھی ہمراہ جبیں ہے

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نعتِ رسول

جناب سید مظفر احمد ضیاءؔ صاحب

آگیا دہر میں جینے کا قرینہ مجھ کو
میرے مولا نے دکھایا ہے مدینہ مجھ کو

آب نہ بھائیں گے ضیاء بادہ و مینا مجھ کو
آبِ کوثر سے بھرا جام ہے پینا مجھ کو

کسی طوفان کا ڈر تھا نہ بھنور کا ہی خیال
لے چلا جانبِ طیبہ جو سفینہ مجھ کو

میں نے اِک خواب سا دیکھا تھا کہ بس نور ہی نور
ہو نہ ہو شہر یہ لگتا ہے مدینہ مجھ کو

چشمِ حیران کہ تھی محرومِ تماشا کب سے
آپ کے در سے ملی دیدۂ بینا مجھ کو

جب تلک روضۂ اقدس کی زیارت نہ ہوئی
زیست بے کیف تھی دشوار تھا جینا مجھ کو

اس لیے تر ہے مراخامۂ مژگاں کہ ضیاءؔ
آسکے نعت نگاری کا قرینہ مجھ کو

https:.//www.ashrafia.net

آغازِ گفتگو

ایڈیٹر

ایک اور گستاخ واصلِ جہنم ہوا:

گذشتہ دنوں کوئٹہ کے علاقے میں ایک بدبخت شخص نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخی کی۔ جسے حوالات میں بند کر دیا گیا، ایک مسلمان پولیس اہلکار جس کا نام غازی سید خان ہے۔ اس نے جیل میں فائرنگ کر کے اُسے واصلِ جہنم کر دیا۔ اس سے قبل بھی ایسے واقعات رونما ہو چکے ہیں۔ غازی ممتاز قادری شہید نے گورنر سلمان تاثیر کو گولیوں سے بھن دیا، اس لیے کہ وہ آسیہ ملعونہ کی حمایت کر رہا تھا اور اس کو اس مقدمے میں بری کرانے کی کوشش میں لگا ہوا تھا۔ بعد میں آسیہ ملعونہ کو جس طرح حکومت نے بحفاظت ملک سے باہر پہنچایا، وہ سب کے سامنے ہے۔ اسی طرح ماضی قریب میں مبارک ثانی کیس میں فیصلہ قادیانی کے حق میں دیا گیا، لیکن جب علمائے حق نے احتجاج کیا، عدالت میں دلائل دیئے تو فیصلہ تبدیل کیا گیا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسے واقعات کیوں رونما ہوتے ہیں؟ کیا ہمیں ہر موقع پر عدالت پر دباؤ ڈال کر صحیح فیصلہ کروانا پڑے گا؟ کیا ہماری عدالتیں آزاد نہیں؟ کیا ہمارے جج مسلمان نہیں؟ اور ان کے دلوں میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت نہیں؟ پھر وہ گستاخوں کو فی الفور سزا کیوں نہیں دیتے؟ جب کہ یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ مسلمانوں میں کتنے ہی فرقے ہوں اور ان فرقوں میں کتنے ہی اختلافات ہوں لیکن یہ سب کے سب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ بابرکات پر ایک ہیں اور کوئی بھی مسلمان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں ادنیٰ سی بھی گستاخی برداشت نہیں کر سکتا۔ مسلمان اپنی جان تو دے سکتا ہے لیکن اپنے نبی ﷺ کی ذاتِ والا صفات کے متعلق کوئی معمولی سا بھی لفظ جس میں گستاخی کا پہلو ہو کبھی برداشت نہیں کر سکتا۔ پاکستان کا آئین کسی کو اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ ہمارے پیارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخی کرے، جب شرعی، قانونی اور آئینی لحاظ سے یہ بات طے شدہ ہے کہ گستاخِ رسول واجب القتل ہے تو پھر ان گستاخوں کو سزا کیوں نہیں دی جاتی۔ اسی لیے ایسے واقعات رونما ہوتے ہیں اور عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ اپنے آقا کے گستاخوں کو واصل جہنم کر دیتے ہیں کیونکہ

https:.//www.ashrafia.net

وہ جانتے ہیں کہ انہیں کسی نہ کسی بہانے رہا کر دیا جائے گا اور کچھ دن کے بعد پھر کوئی گستاخ ایسی جرأت کرے گا۔ اس لیے ہم صدر، وزیر اعظم، آرمی چیف اور جج صاحبان سے یہ گزارش کرتے ہیں کہ خدارا!!! اس معاملے پر سنجیدگی سے غور کریں اور جو کوئی بھی اس جرم کا مرتکب ہو، اُسے فی الفور سزائے موت سنائیں تا کہ آئندہ کسی کو ایسی جرأت نہ ہوسکے۔ اس لیے کہ ہم سب کو قیامت کے دن اللہ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے اور اپنے ایک ایک عمل کا حساب دینا ہے، اگر ہم نے یہاں ان گستاخوں کے لیے نرمی برتی اور اپنے دل میں تھوڑا سا بھی نرم گوشہ رکھا تو یاد رکھیے! کل ہم اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کو کیا منہ دکھائیں گے؟ اس لیے تمام اہل اقتدار و اختیار پر یہ لازم ہے کہ وہ ایسے لوگوں کو فی الفور کیفرِ کردار تک پہنچائیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

غوث پاک کی پہلی تعلیم ”سچ کی تلقین“:

یہ مبارک اور مقدس مہینہ غوث الاعظم سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی حسنی الحسینی رضی اللہ عنہ کا مہینہ ہے۔ اہل طریقت ومحبت اس ماہِ مبارک میں غوثِ پاک کی گیارہویں مناتے ہیں اور پورے مہینے آپ کی یاد میں محافل منعقد کرتے ہیں، جب ہم آپ کی سیرتِ مبارکہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو پتا چلتا ہے کہ آپ کی پہلی تعلیم ”سچ کی تلقین“ مشہور واقعہ ہے کہ جب علمِ دین حاصل کرنے کے لیے روانہ ہوئے تو والدۂ محترمہ نے فرمایا کہ: **”بیٹا! عبد القادر جھوٹ نہ بولنا“**۔ آپ نے وعدہ فرمالیا روانہ ہو گئے، راستے میں ڈاکوؤں نے قافلہ لوٹا، چلتے وقت والدہ محترمہ نے چالیس دینار آپ کی صدری کی جیب میں سی دیئے تھے، ڈاکوؤں نے پوچھا: بیٹا! تمہارے پاس کیا ہے؟ فرمایا: چالیس دینار، آپ کو ڈاکوؤں کے سردار کے پاس لے جایا گیا اور اس کو تمام ماجرہ بیان کیا گیا، اس نے بھی آپ سے یہی سوال کیا اور آپ نے یہی جواب دیا کہ: **”میرے پاس چالیس دینار ہیں“**۔ اُس نے پوچھا: کہاں ہیں؟ فرمایا: **”میری صدری کی جیب میں اندر کی جانب سلے ہوئے ہیں“**۔ جب اُدھیڑ کر دیکھا گیا تو چالیس دینار نکل آئے، ڈاکوؤں کا سردار حیران ہوا کہ تم نے ہمیں کیوں بتا دیا؟ اگر نہ بتاتے تو ہمیں کیسے پتا چلتا؟ آپ نے فرمایا: جب میں اپنے گھر سے چلا تھا تو ماں نے نصیحت کی تھی کہ جھوٹ نہ بولنا اور میں نے اپنی ماں سے وعدہ کرلیا تھا۔ لہٰذا میں اپنے وعدے پر قائم ہوں، اب جان جاتی ہے تو جائے مال جاتا ہے تو جائے لیکن عبد القادر کی زبان پر جھوٹ نہیں آئے گا۔ آپ کی یہ بات سن کر اس کے دل پر اثر ہوا اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگیا۔ سردار کو دیکھ کر جتنے ڈاکو تھے وہ بھی مسلمان ہو گئے۔ ایک سچ نے ساٹھ ڈاکوؤں کو تائب کروا دیا۔ پتا چلا کہ غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی پہلی تعلیم سچ بولنا ہے آپ نے ہمیشہ سچ بولا، سچ کی تلقین کرتے رہے اور ساری زندگی اسی کی ترویج واشاعت میں گزاری۔ ہم حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے ماننے والے ہیں، ان کی گیارہویں

https:.//www.ashrafia.net

منعقد کرتے ہیں، ان کے لیے محافل سجاتے ہیں، ان کے نام سے لنگر تقسیم کرتے ہیں، لیکن جھوٹ سے پرہیز نہیں کرتے! کیا اس طرح غوث الاعظم رضی اللہ عنہ ہم سے خوش ہوں گے؟ اور ہم قیامت میں ان کو کیا منہ دکھائیں گے؟ اس لیے ضروری ہے کہ اہل طریقت ومحبت غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کی تعلیمات پر عمل کریں اور اپنے آپ کو جھوٹ سے، غیبت سے، چغلی سے، کسی کی دل آزاری سے، فحش گوئی سے ان تمام چیزوں سے بچائے اور سچائی کا راستہ اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے، حتی الامکان یہ کوشش کرے کہ اس کے منہ سے جھوٹ نہ نکلے تا کہ بزرگانِ دین کا فیض اُسے حاصل ہو اور راہِ سلوک کے طے کرنے میں کامیابی ملے۔ نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام نے اعلانِ نبوت سے قبل جو چالیس سال کافروں میں گزارے سب آپ کو صادق وامین کہتے تھے اس لیے کہ کبھی آپ ﷺ کی زبانِ مبارک پر جھوٹ نہیں آیا۔ آپ ﷺ کا بچپن جوانی، ان کے سامنے تھی، اسی لیے وہ سب دشمن ہونے کے باوجود اس بات کا اعتراف کرتے تھے کہ انہوں نے کبھی بھی جھوٹ نہیں بولا اور کبھی امانت میں خیانت نہیں کی۔ اس سے پتا چلا کہ نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام کی پہلی تعلیم بھی سچائی تھی اور دوسری جانب جب ہم غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی سیرت کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہاں بھی آپ کی پہلی تعلیم "سچ"۔ پتا چلا رسولِ اعظم ﷺ اور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ دونوں کی تعلیم یہی ہے کہ "سچ بولا جائے، سچ کی تلقین کی جائے اور سچائی کی خاطر زندگی گزاری جائے"۔ اس لیے ہم سب مسلمانوں پر یہ لازم ہے کہ ہم بزرگانِ دین اولیائے کاملین اور خصوصاً حضرت غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی تعلیمات پر پوری طرح عمل پیرا ہوں تا کہ ان کی نگاہِ کرم اور خصوصی فیضان ہمیں حاصل ہو سکے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ

خاک پائے مخدوم سمنانی

فقیر ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف اشرفی الجیلانی

سجادہ نشین درگاہ عالیہ اشرفیہ، فردوس کالونی، کراچی

https:.//www.ashrafia.net

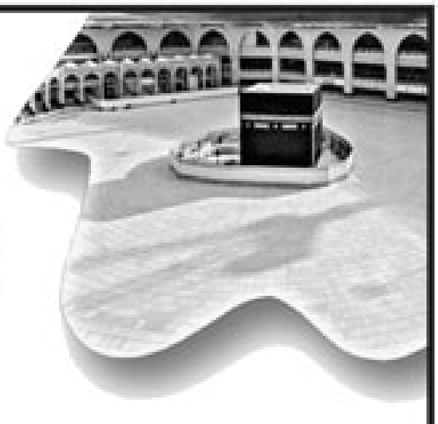

درسِ قرآن

حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اشرفی رحمۃ اللہ علیہ

پارہ نمبر۶ سورۃ المآئدہ آیت نمبر: ۶۴ تا ۶۵

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا

وَقَالَتِ الۡيَهُوۡدُ يَدُ اللّٰهِ مَغۡلُوۡلَةٌ ؕ غُلَّتۡ اَيۡدِيۡهِمۡ وَلُعِنُوۡا بِمَا قَالُوۡا ۘ بَلۡ
يَدٰهُ مَبۡسُوۡطَتٰنِ ۙ يُنۡفِقُ كَيۡفَ يَشَآءُ ؕ وَلَيَزِيۡدَنَّ كَثِيۡرًا مِّنۡهُمۡ مَّاۤ
اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ طُغۡيَانًا وَّكُفۡرًا ؕ وَاَلۡقَيۡنَا بَيۡنَهُمُ الۡعَدَاوَةَ
وَالۡبَغۡضَآءَ اِلٰى يَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ ؕ كُلَّمَاۤ اَوۡقَدُوۡا نَارًا لِّلۡحَرۡبِ اَطۡفَاَهَا اللّٰهُ ۙ
وَيَسۡعَوۡنَ فِى الۡاَرۡضِ فَسَادًا ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الۡمُفۡسِدِيۡنَ ﴿۶۴﴾ وَلَوۡ اَنَّ
اَهۡلَ الۡكِتٰبِ اٰمَنُوۡا وَاتَّقَوۡا لَكَفَّرۡنَا عَنۡهُمۡ سَيِّاٰتِهِمۡ وَلَاَدۡخَلۡنٰهُمۡ
جَنّٰتِ النَّعِيۡمِ ﴿۶۵﴾

ترجمہ:

اور یہودی بولے اللہ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے، باندھے جائیں ان کے ہاتھ اور لعنت کیے گئے اس سے جو کہا بلکہ اس کے ہاتھ کشادہ ہیں عطا فرماتا ہے۔ جسے چاہے اور ان میں بہتوں کو ترقی ہوگی جو اے محبوب! یہ جو اُترا تمہاری طرف تمہارے رب سے شرارت اور کفر میں اور ڈالا ہم نے ان میں عداوت اور بغض قیامت تک جب کبھی بھڑکائیں آگ لڑائی کے لیے اللہ اسے بجھا دیتا ہے اور دوڑتے ہیں زمین میں فساد کرنے والوں کو اور اگر کتاب والے ایمان لاتے اور پرہیزگار ہو جاتے تو ضرور ہم ان کے گناہ اُتار دیتے اور ضرور داخل کرتے باغیچوں میں نعمت کے۔

شانِ نزول:

وَقَالَتِ الۡيَهُوۡدُ يَدُ اللّٰهِ مَغۡلُوۡلَةٌ .... يُنۡفِقُ كَيۡفَ يَشَآءُ

اس آیہ کریمہ کے شانِ نزول میں سید المفسرین حضرت ابن عباس اور عکرمہ اور ضحاک رضوان اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ: یہود اوّل نہایت خوشحال اور دولتمند تھے، جب حضور ﷺ کی دعوتِ اسلام سے انہوں نے نافرمانی کی تو ان کی خوشحالی میں کمی ہونے لگے اور جو فراخی تھی وہ تنگی سے بدل گئی تو فنحاص بن عازوراء یا بروایت نباش بن قیس نے جو رؤسا یہود تھے اور قینقاع کی برادری میں تھے بکنا شروع کیا کہ: اللہ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے یعنی معاذ اللہ وہ رزق دینے اور خرچ کرنے میں بخل کرتا ہے۔ اس پر عام یہود بھی ہمنوا بن گئے، کسی نے اسے

https:.//www.ashrafia.net

ایسا کہنے سے نہ روکا۔ لہٰذا جناب باری تعالیٰ کی طرف سے قوم یہود کا یہ مقولہ قرار دیا گیا اور اس کا رد اس طرح فرمایا۔

غُلَّتْ اَیْدِیْهِمْ ان کے ہاتھ باندھے جائیں، اس ارشاد کا یہ اثر ہوا کہ دنیا میں بخیل ترین قوم یہود ہوگئی یا یہ معنی ہیں کہ ان کے ہاتھ جہنم میں باندھے جائیں گے اور جہنم میں ایسے ڈالا جائے گا یہ جہنم میں مزید سزا ان کی اس بکواس اور بکواس کرنے والے کی ہمنوائی میں ملے گی۔ بل یداہ مبسوطتن ینفق کیف یشاء بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کشادہ ہیں وہ جواد و کریم ہے۔ جسے جس طرح جتنا چاہے، جب چاہے، جیسے چاہیے دے۔ (روح المعانی)

وَلَیَزِیْدَنَّ كَثِیْرًا مِّنْهُمْ .... وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ (۶۴)

یعنی جتنا قرآن پاک نازل ہوگا اور اپنی ہدایت کی روشنی سے اہل قبول کی آنکھیں روشن کرے گا ان کا حسد و عناد بڑھتا چاہے گا اور وہ قرآن اور صاحب قرآن ﷺ کے ساتھ کفر و سرکشی میں زیادہ ہی ہوتے جائیں گے اور ہم نے ان میں عداوت اور بغض ڈال دیا ہے جو قیامت تک رہے گا۔ حتی کہ ان میں لڑائی جھگڑے کی آگ بھڑکتی رہے گی اور اللہ اسے بجھاتا رہے گا اور مسلمانوں پر ان کا غلبہ نہ ہونے دے گا۔

وہ فساد فی الارض زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش کرتے رہیں گے اور اللہ کو یہ فسادی لوگ پسند نہیں۔ وہ ہمیشہ مختلف رہیں گے اور ان کے دل کبھی نہ ملیں گے اور حضور ﷺ کے مقابلہ پر جب تیار ہوئے اللہ نے انہیں ذلیل کیا اور ان پر اس ذلت کا اثر یہاں تک ہوا کہ جب یہود توریت کے احکام کے مخالف ہوئے تو اللہ تعالے نے ان پر بخت نصر بابلی کو مسلط کیا پھر جب فساد پھیلانے کی طرف بڑھے تو فطرس رومی کو مسلط کیا پھر اس پر مجوس کو مسلط کیا، پھر حضور ﷺ کا تسلط ہوا اور بنی نضیر اور بنی قنیقاع جلا وطن کیے گئے۔ بنی قریظہ اور اہل خیبر قید کیے گئے اور فدک پر حضور ﷺ کو غلبہ دیا گیا۔ (روح المعانی)

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا .... وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ (۶۵)

یعنی وہ لوگ اگر تورات کے مطابق سید انبیاء ﷺ پر ایمان لاتے اور حضور ﷺ کا اتباع کرتے جیسا کہ تورات و انجیل میں انہیں حکم دیا گیا ہے تو انہیں اس کا اجر آخرت میں جنت کی نعمتوں سے ملے گا۔

نفس کی درستگی

حضور غوث اعظم حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

”جس شخص کو اپنے نفس کو درست کرنے کی ضرورت ہو اس کو چاہیے کہ نفس کو سکوت اور حسن ادب کی لگام دے اور نفس کو تقویٰ کی زرہ پہنائے کہ یہی اس کے مطمئنہ بننے اور اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا ذریعہ ہے“۔ (الفتح الربانی، ملفوظاتِ غوثیہ)

تصوف تیرے مکتب کا سبق ہے
تصرف پر ترا عامل ہے یا غوث اعظم

....

علقمہ بروایت صحیح حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل ہے، فرماتے ہیں: میں جنات کی رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا ہی نہیں (۸) (مسلم)

روایت ہے حضرت کبشہ بنت کعب ابن مالک رضی اللہ عنہ سے (۹) آپ ابن ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں۔ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے (۱۰) تو انہوں نے ابوقتادہ کے لیے وضو کا پانی انڈیلا بلی آکر اس سے پینے لگی آپ نے اس کے لیے برتن جھکا دیا حتی کہ اس نے پی لیا، کبشہ فرماتی ہیں کہ: مجھے ابوقتادہ نے اپنی طرف دیکھتے ہوئے ملاحظہ کیا تو بولے: بھتیجی کیا تم تعجب کرتی ہو! بولیں: ہاں! تو فرمایا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: بلی نجس نہیں، وہ تو تم پر پھرنے والے یا پھرنے والیوں میں سے ہے (۱۱)

(مالک، احمد، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، دارمی)

شرح:

(۱) سائل کو شبہ یہ تھا کہ سمندر کا پانی سخت کڑوا ہے پینے کے قابل نہیں لہٰذا اس آیت کے تحت نہیں آتا: وَ اَنۡزَلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوۡرًا کیونکہ بارش کا پانی میٹھا اور مطہر ہے اور سمندر کا پانی میٹھا نہیں تو چاہیے کہ مطہر بھی نہ ہو (۲) یعنی سمندر کے پانی کا یہ مزہ اصلی ہے یا زیادہ ٹھہرنے کی وجہ سے کسی نجاست نے اس کا مزہ نہیں بدلا لہٰذا پاک بھی ہے، مطہر بھی۔ خیال رہے کہ اگر کنوئیں کا پانی بہت ٹھہرا رہنے کی وجہ سے بدمزہ یا بدبودار ہوجائے تو پاک رہے گا (۳) احناف کے نزدیک اس کے یہ معنی ہیں کہ مچھلی کو ذبح کرنا ضروری نہیں۔ اگر ہمارے پاس آکر مرجائے یا سمندر کی موج اسے کنارے پر پھینک جائے جس سے وہ مرجائے تو حلال لیکن اگر اپنی بیماری سے مرکر پانی پر تیر جائے تو حرام کیونکہ اب وہ سمندر کا مردار نہیں، بلکہ بیماری کا مردار ہے، بعض آئمہ نے اس کے معنی یہ سمجھے کہ پانی کا ہر جانور حلال ہے حتی کہ مینڈک کچھوا وغیرہ بھی مگر یہ معنی درست نہیں کیونکہ دریائی انسان اور دریائی سور کو وہ بھی حرام جانتے ہیں تو انہیں بھی حدیث میں قید لگانی پڑے گی۔

(۴) یعنی جس رات جنات حضور جانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اسلام لانے کے لیے حاضر ہوئے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم انہیں تبلیغ کرنے کے لیے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ لے کر شہر سے باہر تشریف لے گئے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس حسب عادت پانی کا لوٹا تھا (۵) یعنی کھجور کا زلال (نتھرا ہوا شربت) کہ رات کو کھجوریں پانی میں بھگو دی جائیں، صبح کو نتھار لیا جائے (۶) یہ فرما کر حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی سے وضو کیا جیسا کہ مصابیح کی روایت میں ہے۔ یہ حدیث امام اعظم کی دلیل ہے کہ کھجور کے شربت سے وضو جائز ہے بشرطیکہ گاڑھا نہ ہو بلکہ خوب پتلا ہو (۷) یعنی ان کے حالات کا علم نہ ہوسکا کہ کیسے تھے۔ لیکن امام ابن ہمام فرماتے ہیں کہ ابوزید عمرو ابن حریث کے آزاد کردہ غلام ہیں، ان سے راشد ابن کیسان اور ابو رقاق نے روایت لی ہے اور جس راوی سے ایسے محدثین روایت لے لیں وہ مجہول نہیں رہتا۔ توریشتی

https:.//www.ashrafia.net

فرماتے ہیں کہ یہ حدیث بہت سی ضعیف اسنادوں سے مروی ہے لیکن بہت ضعیف اسنادیں مل کر قوی ہوجاتی ہیں دیکھو کتب اصول حدیث (۸) خیال رہے کہ "لیلۃ الجن" چھ ہیں: ایک بار بقیع الغرقد میں جنات کو تبلیغ اسلام کی، اس میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، دوبار مکہ معظمہ میں ایک بار مدینہ طیبہ میں زبیر ابن عوام رضی اللہ عنہ ہمراہ تھے، لہٰذا علقمہ کی یہ روایت بھی درست ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہمراہ نہ تھے اور وہ بھی درست ہے کہ ہمراہ تھے اور نبیذ کا واقع پیش آیا یا علقمہ کی روایت کا یہ مطلب ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ "لیلۃ الجن" میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تبلیغ کے وقت نہ تھے کیونکہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دور چھوڑ گئے تھے اور آپ کے اردگرد حصار کے لیے گول خط کھینچ کر فرما گئے تھے کہ اس سے آگے نہ نکلنا جیسا کہ دوسری روایات میں ہے، اسی سے صوفیائے کرام حصار کے مسائل مستنبط کرتے ہیں۔ لہٰذا حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث اس دوسری حدیث کے خلاف نہیں (مرقاۃ و اشعۃ) خیال رہے کہ کھجور کے نبیذ سے وضو جائز ہونا خلاف قیاس ہے کیونکہ نبیذ مطلق پانی نہیں اور وضو صرف مطلق پانی سے ہی ہوسکتا ہے مگر چونکہ حدیث پاک میں وارد ہوگیا لہٰذا سوائے کھجور کی نبیذ کے اور کسی نبیذ سے وضو جائز نہیں جیسے کشمش وغیرہ کا نبیذ۔ اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو کہتے ہیں کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ حدیث کے مقابل قیاس پر عمل کرتے ہیں۔ نعوذ باللہ!

صحابی اور صحابیہ کا تعارف:

(۹) آپ خود بھی صحابیہ ہیں، آپ کے والد کعب ابن مالک بھی صحابی ہیں، جن کی توبہ کا واقعہ مشہور ہے، جن کے بارے میں سورۂ توبہ کی آیات اتری ہیں، عبداللہ ابن ابی قتادہ کی زوجہ ہیں (۱۰) آپ کا نام حارث ابن ربیع ہے، انصاری ہیں، مشہور شاہ سوار ہیں، آپ کے بیٹے کا نام عبداللہ ہے (۱۱) اس حدیث سے بعض علماء نے اس پر دلیل پکڑی کہ بلی کا جوٹھا نہ تو ناپاک ہے نہ مکروہ اس سے بلا کراہت وضو جائز ہے۔ ہمارے امام صاحب کے ہاں اگر بلی چوہا یا نجاست کھا کر بغیر منہ صاف کیے برتن میں ڈال دے تو پانی بھی نجس اور برتن بھی گندا اور اگر منہ صاف کر کے پانی پی جائے تو وہ پانی مکروہ ہے اور اس سے وضو کرنا مکروہ تنزیہی۔ امام صاحب کا قول قوی ہے اور ان علماء کا اس حدیث سے استنباط ضعیف کیونکہ یہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کا اجتہاد ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف یہ فرمایا: کوئی نجس نہیں یعنی اس کا جسم ناپاک نہیں، اس میں یہ کہاں ہے کہ اس کا لعاب اور جوٹھا بھی بالکل پاک ہے۔ دیکھو کتے کا سوکھا جسم نجس نہیں مگر اس کا جوٹھا نجس ہے۔ طحاوی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جب بلی برتن چاٹ جائے تو اسے ایک یا دو بار دھوؤ نیز اسی طحاوی میں ہے کہ حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کتے، بلی اور گدھے کے جوٹھے سے وضو نہیں کرتے تھے، بلکہ اس سے منع فرماتے تھے۔..................(بقیہ صفحہ نمبر: ۱۷)

https:.//www.ashrafia.net

گوشۂ سیرت

محبوبِ خدا ﷺ کی عادات اور خصائل

جناب صابر کلوری صاحب

شاعر دربار رسول ﷺ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اپنے نذرانۂ عقیدت میں فرماتے ہیں کہ: ''اللہ نے اپنے نبی مکرم ﷺ کا نام اپنے نام کے ساتھ ملا دیا مؤذن پانچ مرتبہ پکارتا ہے أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ اور اپنے نام میں سے ان کا مشتق کیا تاکہ وہ روشن وتابندہ ہوجائے، وہ صاحب عرش محمود ہے اور یہ محمد ہیں، حضور جانِ عالم ﷺ ہمارے پاس اُس وقت آئے جب دنیا مایوس و ناامید ہوچکی تھی، جب روئے زمین پر بت پوجے جارہے تھے۔ آپ ﷺ چراغِ روشن اور ہادی وراہنما تھے، آپ ﷺ نے ہمیں دوزخ کی آگ سے ڈرایا اور جنت کی خوشخبری دی اور اسلام کی تعلیم دی، پس ہم اللہ رب العزت کی اس نعمتِ عظمیٰ کے لیے سپاس گزار ہیں''۔

یہ نعمتِ عظمیٰ ذاتِ پاک حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ ہیں، جن کے اسوۂ حسنہ کے سانچے میں ہر انسان بالخصوص ہر مسلمان کو ڈھلنا چاہیے۔

عادات وخصائل:

مسکراتا ہوا نورانی چہرہ، قد درمیانی، بڑا سر جس پر سیاہ ہلکے گھنگریالے گھنے بال، چوڑی پیشانی جس سے غیر معمولی ذہانت اور عظمت ٹپکتی ہے، باریک بھویں، دراز پلکیں، نگاہوں میں شرم وحیاء کی گھلاوٹ، ناک کچھ اونچی اور ستواں، سامنے کے دانتوں میں ہلکی ہلکی ریخیں، ہتھیلیاں فراخ اور چہرہ غور وفکر میں ڈوبا رہتا، دیکھنے والا پہلی ہی نظر میں مرعوب ہوجاتا ایک ہاتھ میں انگشتری پہنتے تھے، جس پر **''محمد رسول اللہ''** لکھا ہوا تھا، جسے آپ ﷺ اپنی مہر کے طور پر استعمال کرتے۔ سیدِ عالم ﷺ کا لباس چادر، کرتا اور عمامہ پر مشتمل تھا، کرتا عموماً سوت کا استعمال فرماتے، سفید لباس آپ ﷺ کو بہت پسند تھا۔

سرکارِ دوعالم ﷺ تمام قبائل عرب کی زبانیں، اختلاف، لب ولہجہ اور تلفظ کے ساتھ جانتے تھے۔ ہر فیصلہ اُنھی کی زبان میں صادر فرماتے، جو فقرہ منہ سے نکلتا تھا وہ اتنا جامع اور پُرمغز ہوتا تھا کہ سارے عرب میں مشہور ہوجاتا۔ فصاحت و بلاغت کے تو آپ کے بادشاہ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ رحمتِ عالم ﷺ کی فصاحت و بلاغت کے آگے عہدِ جاہلیت کے مشہور زبان والوں کے کارنامے بھی ماند پڑجاتے ہیں۔ لوگ آپ ﷺ

https:.//www.ashrafia.net

کے کلام کو سن کر کہتے: **"محمد کے قبضے میں ضرور کوئی جن ہے جو انہیں لکھا پڑھا جاتا ہے"۔**

تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کسی سے ناراض نہیں ہوئے۔ اگر کسی بات پر جلال آ بھی جاتا تو اُسے ڈانٹتے یا دھمکیاں نہ دیتے بلکہ کہتے: **"اِسے کیا ہوگیا ہے یا اس کی پیشانی خاک آلودہ ہو"**

اگر کسی کی کوئی بات بری معلوم ہوتی تو مجلس میں نام لے کر اس کا ذکر نہ کرتے بلکہ فرماتے: **"لوگوں کی یہ عادت ہے"** یہ طریقہ اس لیے اختیار کرتے کہ کسی کی عزت احساس میں کمی نہ آئے۔

اصولوں کے معاملے میں امیروں کے متعلق صلاح اور مشورے کے بعد یہ طے ہوا کہ زرِ فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے اور جو فدیہ کی رقم نہ دے سکیں وہ دس دس آدمیوں کو لکھنا پڑھنا سکھائیں

حضرت عباس رضی اللہ عنہما سے جو باوجود یہ کہ مسلمان نہیں ہوئے تھے، آپ بڑی محبت کرتے تھے۔ رات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عباس رضی اللہ عنہما کی کراہ سن کر سو نہ سکتے تھے، وہ بھی فدیہ سے مستثنیٰ نہ ہوئے۔ لوگوں نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال سے حضرت عباس رضی اللہ عنہما کو بغیر فدیہ کے چھوڑنا چاہا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوارا نہیں کیا۔

جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحت قابلِ رشک حد تک اچھی تھی مرض الموت کے علاوہ زندگی میں صرف دو دفعہ بیمار ہوئے اوّل ہجرت کے چھٹے سال جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہلکا سا بخار ہوا اور پھر نبوت کے ساتویں سال جب ایک یہودی عورت نے حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو زہریلا گوشت کھلایا۔ اس کے بعد کچھ دن تک اس کے اثرات رہے لیکن بعد میں اس کا اثر بھی زائل ہو گیا۔ اس صحت کا راز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانے میں احتیاطی تدبیر اختیار کرنے میں مضمر تھا۔ جانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم صرف اُسی وقت کھانا کھاتے جب بھوک لگتی۔ ابھی تھوڑی بھوک باقی ہوتی تھی کہ کھانے سے ہاتھ کھینچ لیتے۔

شاہِ مصر نے رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک دفعہ بطورِ ہدیہ ایک طبیب اور دو باندیاں اور کچھ شہد بھیجا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخرالذکر دونوں ہدیوں کو قبول کرلیا اور طبیب کو یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ ہم: **"لوگ تو بھوک کے بغیر کھانا ہی نہیں کھاتے بھلا بیماری کا یہاں کیسے گزر ہو"**۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں خدا ترسی حد درجہ تھی، کسی کو تکلیف میں دیکھ کر خود بے چین ہو جاتے۔

ایک دفعہ ایک شخص نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: "جاہلیت کے زمانے میں ہم اپنی اولاد کو قتل کر دیتے تھے، میری ایک لڑکی تھی بڑی خوبصورت میں نے اُسے بلایا، وہ خوشی خوشی میرے پیچھے ہولی، جب میں ایک کنویں کے قریب پہنچا تو میں نے اس کا بازو پکڑ کر کنویں میں گرا دیا، وہ اَبا!! اَبا!! پکارتی رہی اور آخر کار ڈوب کر مرگئی۔ یہ سن کر حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **"یہ قصہ مجھے پھر سناؤ"**۔ اس شخص نے اس قصے کو دہرایا تو رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اتنا روئے کہ آنسوؤں سے ریش مبارک تر ہوگئی۔

ایک روز جانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے باغ میں داخل ہوئے

https:.//www.ashrafia.net

وہاں ایک اونٹ نے آپ ﷺ کو دیکھا تو رو پڑا۔ آپ ﷺ اس کے پاس آئے اور اُسے دلاسہ دیا، وہ چپ ہو گیا۔ حضور سید المرسلین ﷺ نے اس کے مالک کو بلایا اور فرمایا: ''اس بے زبان نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تُو اِسے بھوکا رکھتا ہے اور تکلیف دیتا ہے، خدا سے ڈر اور چوپائے کا خیال رکھا کر''۔

عبادت کا یہ عالم تھا کہ ساری ساری رات جاگ کر گزار دیتے اور بعض اوقات پاؤں پر ورم آجاتا۔ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک دفعہ میرے بستر پر لیٹ گئے اور پھر یکایک اُٹھتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''میں اپنے رب کی عبادت کروں گا'' یہ فرما کر اُٹھے، وضو کیا، نماز کی نیت باندھ کر رونا شروع کر دیا، یہاں تک کہ آنسو سینہ مبارک پر بہتے رہے پھر اسی طرح رکوع اور سجدے میں روتے رہے۔ تمام رات اسی طرح گزار دی حتی کہ صبح کی نماز کے بعد میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ ﷺ! آپ تو بخشے بخشائے ہیں آپ ﷺ اتنی مشقت کیوں کرتے ہیں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں''۔

عورت ایک آبگینہ:

اسلام سے پہلے صنف نازک کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ وہ مردوں کے ظلم کا نشانہ بنی رہتی تھی۔ ایک ایک لڑکے کی بے شمار بیویاں ہوتی تھیں۔ جب کوئی شخص مرجاتا تو اس کا بیٹا اپنی سوتیلی ماں سے شادی کر لیتا۔ اِدھر ہندوستان میں اپنے شوہر کے مرنے کے بعد دوسری شادی کا عورت کو کوئی اختیار نہیں تھا۔ بسا اوقات وہ شوہر کی چتا کے ساتھ ہی جل کر مر جاتیں۔ تبت میں ایک عورت اگر کسی مرد سے شادی کر لیتی تو وہ اس کے دوسرے بھائیوں کی بھی زوجہ سمجھی جاتی تھی۔ مجوسی فرقہ بیٹی اور ماں سے بھی نکاح جائز سمجھتا تھا۔ دنیا کے کسی مذہب میں والدین یا شوہر کے ترکہ میں عورت کا کوئی حق نہ تھا۔ یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں کہ اسلام کے سوا کسی اور مذہب میں عورت کو ترکہ میں حصہ دار نہیں ٹھہرایا۔

حضور نبیٔ رحمت ﷺ نے ان کو مردوں کے برابر جگہ دی۔ حضور ﷺ کا ہاتھ کبھی کسی عورت کے ہاتھ سے مس نہیں ہوا آپ ﷺ ان سے صرف زبانی ہی بیعت لیتے تھے۔ جب کوئی عورت اسلام لانے کے لیے نبی آخر الزماں ﷺ کے پاس آتی تو حضورِ انور ﷺ اس بات پر حلف لیتے کہ: ''بخدا! میں شوہر سے ناراض ہو کر نہیں آئی، بخدا! مجھے دنیا حاصل کرنا مقصود نہیں، بخدا! میں ایک خطہ کو چھوڑ کر دوسری زمین پر بسنے کے شوق میں نہیں آئی، بلکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت مجھے یہاں کھینچ لائی ہے''۔

سیدِ عالم ﷺ بیعت لینے کے بعد فرماتے: ''اچھا اب جاؤ، میں نے گفتگو کے ذریعے بیعت لے لی''۔

ایک دفعہ ایک عورت نے آقائے دو جہاں ﷺ کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے کر احکام شریعت کی اطاعت کا عہد کرنا چاہا تو آپ ﷺ نے فرمایا: **''میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا''** عورتوں پر رحمۃ للعالمین ﷺ کی شفقت کا یہ عالم تھا کہ آپ

https://www.ashrafia.net

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کی حالت میں کسی بچہ کے رونے کی آواز سن لیتے تو اس کی ماں کی مشقت کے خیال سے نماز میں تخفیف فرما دیتے۔ اگر کوئی شیر خوار بچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود میں پیشاب کر دیتا تو والدین شرمندہ نہ ہو جائیں اس خیال سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے کپڑوں کو اُس وقت تک نہیں دھوتے تھے جب تک وہ باہر نہ چلے جائیں۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں اور حارث رضی اللہ عنہ کی بیٹی میمونہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھی ہوئی تھی کہ ابن مکتوم کا بیٹا آ گیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: ’’پردہ کرلو‘‘ ہم نے عرض کی کہ: ’’وہ تو اندھے ہیں ہمیں نہیں دیکھ سکتے‘‘۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **’’کیا تم بھی اندھی ہو‘‘۔**

معلم انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے کہ: ’’عورت پوشیدہ رکھنے والی چیز ہے، جب وہ باہر نکلتی ہیں تو شیطان جھانکتا ہے‘‘۔

ایک مرتبہ جانِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں سے خطاب فرمایا: **’’تم صدقہ بہت کیا کرو میں نے عورتوں کو بہت کثرت سے جہنم میں دیکھا ہے‘‘**۔ انہوں نے دریافت کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا بات ہے؟ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ’’عورتیں ایک دوسرے پر لعنت بھیجتی ہیں اور خاوند کی ناشکری بہت کرتی ہیں‘‘۔

ایک اور موقع پر ازواج مطہرات اونٹوں پر سوار ہو کر جا رہی تھیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام اونٹوں کی نکیل پکڑے ہوئے تھے، یکایک اونٹ تیز چلنے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا **’’آہستہ چلو کہیں آبگینوں کو ٹھیس نہ لگ لگے‘‘۔**

آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نرالی شان:

محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان بھی کتنی نرالی تھی۔ مجلس رسول ہے میں عقیدتمندوں کا ہجوم ہے لیکن کہیں بھی تصنع نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی باتیں سن رہے ہیں اور ان کا جواب بھی دے رہے ہیں بیٹھنے کے لیے کوئی ڈرائنگ روم نہیں، کوئی چوبدار نہیں، نہ کوئی دربان ہے، نہ یہاں دستورِ زباں بندی ہے کہ دل کی بات لبوں پر آ کر منجمد ہو جائے۔ اس محفل میں ہر شخص کو اپنا مافی الضمیر بیان کرنے کی کھلی آزادی ہے۔

حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا اور ان کے شوہر کسی بات پر ایک دوسرے سے ناراض ہو گئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے درمیان مصالحت کی تجویز پیش کی۔ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ اس سلسلے میں کیا حکم اللہ فرماتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ’’میں صرف مشورہ دیتا ہوں‘‘۔ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا نہایت عاجزی کے ساتھ جواب دیتی ہیں میں مغیث کے ساتھ نہیں رہ سکتی۔

ایک شخص سہا ہوا دربار نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوتا ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ وہ جلالتِ نبوی سے کانپنے لگتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے تسلی دیتے ہیں اور فرماتے ہیں: **’’کچھ اندیشہ نہ کر میں سلطان نہیں، قریش کی ایک عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا گوشت کھایا کرتی تھی؟‘‘** لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عجیب و غریب سوال پوچھتے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی کسی پر غصہ نہیں فرماتے تھے۔

https://www.ashrafia.net

ایک اعرابی بدو جاہلیت کی بناء پر مسجد ہی میں پیشاب کر دیتا ہے لوگ اسے مارنے پیٹنے کے لیے دوڑتے ہیں لیکن آپ ﷺ فرماتے ہیں: ”اسے جانے دو اور اس کے پیشاب پر پانی کا ڈول بہادو“۔

جانِ عالم ﷺ سے ہر ایک شخص جس وقت چاہے مل سکتا تھا کسی کو پیشگی اجازت نامے یا شناختی کارڈ کی ضرورت نہیں ہوتی تھی اور نہ باڈی گارڈ ہوتے، نہ کوئی محافظ دستہ، اس بات کی تخصیص بھی نہیں کہ ملنے والا غریب ہے یا امیر۔

ایک دفعہ بدو مدینہ میں آپ ﷺ کے ہاں مہمان ہوا۔ آپ نے ان کی بڑی خاطر و مدارت فرمائی لیکن وہ کچھ زیادہ ہی کھا جاتا، چنانچہ اُسے دست آنے لگے۔ صبح کو وہ بستر پر غلاظت کر کے چلا گیا آقائے نامدار ﷺ بستر سے غلاظت صاف کرنے لگے۔ صحابہ عرض کرتے ہیں: ہماری موجودگی میں آپ یہ تکلیف نہ فرمائیں تو آپ ﷺ فرماتے ہیں: **”میرے مہمان کی تمام خدمات کی انجام داری میرے ذمہ ہے“**۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں معتکف تھے۔ ایک دن میں انہیں دیکھنے کے لیے گئی۔ چند باتیں کرنے کے بعد میں اُٹھی کہ گھر جاؤں تو آپ ﷺ بھی کھڑے ہو گئے اور میرے ساتھ ہی مسجد کے دروازے تک تشریف لائے۔ اس وقت کچھ لوگ اُدھر سے گزرے۔ جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو اپنے قدم تیز کر دیئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: **”یہیں ٹھہر جاؤ شیطان کا گزر بنی آدم کے خون کی گزرگاہوں تک ہے۔ مجھے اندیشہ ہوا کہ شیطان تمہارے دلوں میں میرے متعلق کوئی بُرا خیال نہ ڈال دے، یہ دیکھو یہ میری بیوی صفیہ ہے“**۔ انہوں نے کہا: سبحان اللہ! کیا یہاں کسی شبہ کی گنجائش ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سرکارِ دو عالم ﷺ کے پاس تشریف لے جاتے ہیں۔ کیا دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک چارپائی پر لیٹے ہوئے ہیں جو برگ خرما سے بنی ہوتی تھی خرما کے نشانات سلطانِ مدینہ ﷺ کے پہلوئے مبارک پر پڑے ہوئے ہیں۔ سرہانے چڑے کا تکیہ ہے، جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی ہے، ایک کونے میں مٹھی بھر جَو رکھے ہوئے ہیں، سر مبارک کے پاس ہی کھونٹی سے چمڑے کی دو کھالیں لٹک رہی ہیں۔ یہ دیکھ کر ان کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں۔ تاجدارِ مدینہ ﷺ پوچھتے ہیں: **”ابن خطاب! کیوں روتے ہو؟“** عرض کرتے ہیں: **”اس سے بڑھ کر رونے کا اور کیا مقام ہوگا۔ قیصر و کسریٰ تو باغ و بہار کے مزے لوٹیں اور اللہ کے برگزیدہ رسول ﷺ کا یہ حال ہو“**۔ آقائے نامدار ﷺ فرماتے ہیں: **”ابن خطاب! کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ دنیا ان کے لیے ہو اور آخرت ہمارے لیے“**۔

حضورِ انور ﷺ اکثر فاقے میں رہتے تھے۔ آپ ﷺ کے گھر بعض اوقات مہینوں آگ نہیں جلتی تھی۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ایک روز ہم نے حضور ﷺ سے بھوک کی شکایت کی اور انہیں اپنا پیٹ دکھایا، ہم میں سے ہر

https:.//www.ashrafia.net

ایک نے پیٹ پر ایک ایک پتھر باندھ رکھا تھا۔ حضور ﷺ نے اپنا پیٹ مبارک کھول کر دکھایا۔ اس پر دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔

نبی آخر الزماں ﷺ کے اعلان نبوت سے پہلے کسی نے رحمتِ عالم ﷺ سے کوئی چیز خریدی، اس کی قیمت میں سے کچھ رقم اس کے ذمہ باقی تھی۔ اس نے حضور ﷺ سے وعدہ کیا کہ باقی رقم لے کر ابھی اور اِسی جگہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں، چنانچہ وہ چلا گیا لیکن اپنا وعدہ بھول گیا تین دن کے بعد اُسے یاد آیا، وہ واپس آیا تو دیکھا کہ حضور ﷺ اسی جگہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے نوجوان! بے شک تو نے مجھے مشقت میں ڈالا، میں دو دنوں سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں''۔

ایک یہودی زید بن سعد کے مقروض تھے۔ وہ وعدہ سے تین دن پہلے ہی آیا اور چادر اتا کر بدکلامی کرنے لگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے سختی سے ڈانٹا حضور ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: **''تمہیں تو چاہیے تھا کہ مجھے قرض ادا کرنے کو کہتے، اچھا اب میری طرف سے اس کا قرضہ ادا کرو اور ہاں بیس صاع زیادہ دینا کیونکہ تم نے اسے ڈانٹا بھی''۔**

کیا تاریخ اس قدر عظیم خوبیوں والے کسی عظیم انسان کی کوئی مثال بیان کرسکتی ہے؟

شانِ صحابہ:

صحابہ کرام کا عشق رسول ان کا زہد و تقوی اور خوفِ خدا کے واقعات پڑھ کر یہ محسوس ہوتا ہے کہ واقعی یہ لوگ اس قابل تھے کہ صحابیت کا شرف حاصل کرتے۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے سے قبل کا واقعہ ہے کہ وہ نبی مکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی بیٹی اُم المومنین حضرت اُمِ حبیبہ رضی اللہ عنہا سے بھی ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ گھر میں رسول اللہ ﷺ کا بستر بچھا ہوا تھا، اس پر بیٹھنے لگے تو بیٹی نے فوراً تہہ کر دیا، باپ کے لیے یہ حرکت سخت تعجب خیز تھی۔ پوچھا: کیا تم نے اس کو میرے شایانِ شان نہیں پایا؟ بیٹی نے جواب دیا: **''یہ رسولِ خدا ﷺ کا بستر ہے اور آپ مشرک ہیں میں اس مقدس بستر پر آپ کو بٹھا کر اِسے پلید کرنا نہیں چاہتی''۔**

✷.....✷.....✷

✷.....✷

بقیہ ''درسِ حدیث''

اس کے متعلق اور بہت سی روایات طحاوی میں منقول ہیں نیز جس کا گوشت ناپاک اور حرام ہو اس کا جوٹھا بھی پاک نہ ہوگا، بلی کا گوشت ناپاک اور حرام ہے لہٰذا اس کا جوٹھا ناپاک ہونا چاہیے تھا مگر چونکہ یہ گھروں میں آتی جاتی ہے، نیز نجاستوں سے پرہیز نہیں کرتی لہٰذا جوٹھا مکروہ ہے جیسے چھوٹے بچے جو نجاست سے پرہیز نہ کرسکیں اگر وہ پانی میں ہاتھ ڈال دیں تو پانی مکروہ ہوتا ہے۔

https:.//www.ashrafia.net

مریدوں کو خطرہ نہیں بحرِ غم سے
کہ بیڑے کے ہیں ناخدا غوثِ اعظم

مناقبِ غوث الثقلین رضی اللہ عنہ

شہزادہ دارا شکوہ (سکینۃ الاولیاء)

جس شخص کو بلند مرتبہ استاد نصیب ہوگا اور جس پر سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفقت کی نظر اور عنایت و تربیت زیادہ ہوگی، وہ بہتر اور بزرگ تر ہوگا اور جو سب سے بہتر اور بزرگ ہیں، وہ سلسلہ عالیہ قادریہ کے مشائخ علیہ الرحمہ ہیں۔ حق سبحانہ وتعالیٰ نے اس سلسلے کے شیخ اور استاد، غوث الثقلین حضرت شاہ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو فضیلت بخشی اور یہ کہنے پر مامور فرمایا

قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ

میرا یہ قدم سب اولیاء کی گردن پر ہے

حق تعالیٰ نے حضرت شیخ کے دل پر اپنی تجلی ظاہر کی اور حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ملائکہ مقربین اور اولیائے متقدمین (جو زندہ تھے وہ جسمانی لحاظ سے اور جو فوت ہو چکے تھے وہ روحانی لحاظ سے موجود تھے) کی مجلس میں اپنے دست مبارک سے حضرت محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کو خلعت پہنائی۔ فرشتے حالت غیب میں اس مجلس کے گرداگرد جمع تھے، کوئی ولی روئے زمین پر ایسا نہیں تھا جس نے گردن تسلیم خم نہ کی ہو۔ عارف ربانی، جنید ثانی، پیر دستگیر، حضرت شیخ میر (میاں میر) فرماتے تھے کہ: قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ سے مراد یہ ہے کہ میرا طریقہ سب طریقوں سے بالاتر ہے اور قدم سے قدیم طریقہ مراد ہے اور جملہ اولیاء اللہ نے جو گردن تسلیم خم کی، اس سے یہ مراد ہے کہ انہوں نے حضرت کی بالاتری کو قبول کیا اور یہ اللہ تعالیٰ کی انتہائی مہربانی ہے:

ذلك فضل الله يوتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم

یہی فیضِ الٰہی ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے
اور اللہ تعالیٰ صاحبِ فضلِ عظیم ہے

حضرت شیخ (ملا شاہ بدخشی) نے اسی مضمون سے متعلق یہ رباعی فرمائی ہے۔

آن کیست کہ در راہِ ولایت شاہست
شاہِ ہمہ اولیائے آن درگاہ است
اللہ ورسول غوث گفتش قدَ مَاکَ
قولَ رَقبَ کُلِّ وَلِی اللہ است

وہ کون ہے جو ولایت کے طریقے کا بادشاہ ہے اور اس درگاہ کے تمام اولیاء کا سردار ہے خدا اور رسول نے انہیں غوث کہا

https:.//www.ashrafia.net

ہے حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی فضیلت اس سے کہیں زیادہ ہے کہ اس مختصر بیان میں سما سکے۔ حضرت امام عبداللہ یافعی اور متقدمین کی کتابوں میں تو اس کی اور بھی زیادہ تفصیل دی گئی ہے شیخ جمال العارفین حضرت ابوالوفا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''میں نے حضرت خضر علیہ السلام سے غوث الثقلین کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: ''حق سبحانہٗ تعالیٰ نے کسی ولی کو ایسے برتر مقام پر نہیں پہنچایا، جہاں شیخ عبدالقادر کو پہنچایا اور کسی کو اپنی محبت کا ایسا خوشگوار جام مرحمت نہیں کیا جیسا کہ انہیں عنایت کیا، شیخ عبدالقادر جیلانی فردِ یگانہ غوث اعظم اور زمانے بھر کے قطبِ اولیاء ہیں''۔

حضرت شیخ ابوالوفا علیہ الرحمہ نے فرمایا: ''مجھے میرے معبود کی قسم! میں شیخ عبدالقادر کے سر پر ایسا نور دیکھتا ہوں جس کی شعاعیں مشرق سے مغرب، شمال سے جنوب تک پھیلی ہوئی ہیں'' اور حضرت غوث الثقلین قدس سرہ کی طرف منہ کر کے فرمایا: ''اے شیخ عبدالقادر! آج ہمارا وقت ہے اور قریب ہی اب آپ کا وقت شروع ہوگا، ہر ایک کا طوطی بولتا ہے اور خاموش ہو جاتا ہے لیکن آپ کا طوطی قیامت تک بولتا رہے گا''۔

بعض مشائخ نے کہا ہے کہ اس عجمی جوان کا قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہوگا، ایک سو سال پہلے ہی بعض اولیائے کرام مثلاً حضرت شیخ ابوبکر قدس سرہ نے فرمایا کہ: ''عراق کے اوتاد ے ہیں: (۱) معروف کرخی (۲) امام حنبل (۳) بشر حافی (۴) جنید بغدادی (۵) سہل بن عبداللہ تستری (۶) منصور عماد اور (۷) شیخ عبدالقادر جیلانی۔ جب آپ سے دریافت کیا گیا کہ: شیخ عبدالقادر کون بزرگ ہیں؟ تو فرمایا: ''یہ ایک عجمی ہیں اور بغداد میں ہوں گے، ظہور ان کا پانچویں صدی میں ہوگا، ان کا قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہوگا''۔

حضرت شیخ ابومحمد شنبکی علیہ الرحمہ نے فرمایا: ''شیخ عبدالقادر ایسے بزرگ ہوں گے جن کے اعمال واقوال کی لوگ پیروی کریں گے اور حق تعالیٰ ان کی برکت سے بہت سی مخلوق کو مراتب عالیہ پر فائز کرے گا۔ اس بناء پر ان کے پیر و سابقہ سلسلوں کے مقابلے میں فخر کریں گے''۔

عالم جوانی میں حضرت غوث الثقلین قدس سرہ شیخ حماد دباس علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے، ایک دن ان کی مجلس میں ادب و احترام سے بیٹھے ہوئے تھے۔ وہاں سے اُٹھ کر باہر نکلے تو شیخ حماد علیہ الرحمہ نے فرمایا: ''اس عجمی کا قدم ایسا ہے کہ اس زمانے میں یہ سب اولیاء کی گردن پر ہوگا، بے شک وہ یہ کہنے پر مامور ہوں گے: قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ اور سب اولیاء اپنی گردنیں خم کر دیں گے''۔

حضرت شیخ ابوعبید قیلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: حضرت شیخ عبدالقادر علیہ الرحمہ کی مجلس میں، میں نے بارہا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے پیغمبروں صلوات اللہ علیہم اجمعین فرشتوں اور جنوں کا مشاہدہ کیا۔

حضرت شیخ عقیل سخی علیہ الرحمہ کے روبرو کسی نے ذکر کیا کہ: ایک

https:.//www.ashrafia.net

عجمی نوجوان شیخ عبدالقادر بغداد میں بہت مشہور ہیں، شیخ نے فرمایا: ''بے شک لیکن وہ زمین کی نسبت آسمان میں اور بھی زیادہ مشہور ہیں''۔

متعدد اور مشائخ کے بھی اسی قسم کے اقوال منقول ہوئے ہیں۔

حضرت غوث الثقلین علیہ الرحمہ خود فرماتے ہیں: ''ہر ولی پیغمبر کے قدم پر ہوتا ہے اور میں اپنے دادا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر ہوں، جو قدم میرے جدِ بزرگوار نے اٹھایا وہاں میں نے اپنا قدم رکھا لیکن نبوت کے قدم میں مجھے راہ نہ ملی کیونکہ وہاں نبی کے سوا اور کسی کو راہ نہیں ملتی''۔

اس بیان میں آپ نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال پیروی اور متابعت کی طرف اشارہ کیا ہے۔

حضرت امام عبداللہ یافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ''یمن کے اکثر مشائخ حضرت غوث الثقلین قدس سرہ سے اپنی نسبت بیان کرتے ہیں۔

صاحب **''معجم البلدان''** لکھتے ہیں کہ: ''حضرت غوث الثقلین قدس سرہ اہل بغداد کے عوام وخواص کو عبادت اور پرہیز گاری کے طریقے سکھایا کرتے اور انہیں وعظ فرمایا کرتے تھے۔

میری تحقیق کے مطابق نقشبندیہ، چشتیہ اور سہروردیہ کے تمام مشائخ کو حضرت پیرودستگیر غوث الثقلین قدس سرہ سے بہرہ وافر ملا ہے اور ہر سلسلے کے اکابر میں سے کسی نہ کسی کو غوث اعظم قدس سرہ کی صحبت میسر آئی ہے، چنانچہ سلسلہ چشتیہ کے حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ بغداد تشریف لے گئے اور حضرت غوث الثقلین قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کو حجرے میں جگہ دی اور ان پر توجہ فرمائی یہ بیان کتب چشتیہ میں مذکور ہے۔ خواجگان کے سلسلے کے ایک بزرگ خواجہ یوسف ہمدانی علیہ الرحمہ جو سردار سلسلہ ہیں۔ بغداد آ کر اکثر آپ کی صحبت میں وقت گزارتے تھے۔ آپ قدمی هذه على رقبة كل ولی الله فرمانے والے پیر دستگیر کے حاضرین مجلس میں سے تھے۔

حضرت امام عبداللہ یافعی علیہ الرحمہ نے حضرت غوث الثقلین قدس سرہ کے خوارق کے راویوں میں حضرت خواجہ یوسف علیہ الرحمہ کو بھی شمار کیا ہے۔ حضرت غوث الثقلین قدس سرہ نے حضرت شیخ حماد دباس علیہ الرحمہ اور ان کے مریدوں کے قضیے کی تحقیق کے لیے جن دو بزرگوں کو حکم بنایا تھا، ان میں ایک خواجہ یوسف ہمدانی علیہ الرحمہ بھی تھے۔

سلسلہ سہروردیہ کے شیخ الشیوخ کے چچا حضرت شیخ ابو النجیب سہروردی، حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی علیہ الرحمہا کو ساتھ لے کر حضرت غوث الثقلین قدس سرہ کی صحبت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ حضرت شیخ النجیب کبھی شیخ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتے تو اپنے اصحاب سے کہتے کہ: ''وضو کرلو، دلوں پر نظر رکھو اور خبر دار رہو کہ میں ایسے شخص کی خدمت میں جارہا ہوں جس کا دل خدائے تعالی کی خبر دیتا ہے''۔ ایک دن شیخ ابوالنجیب علیہ الرحمہ نے حضرت غوث الاعظم قدس سرہ کی خدمت میں عرض کی کہ: یا سیدی! میرا یہ بھتیجا عمر! علم الکلام میں ایسا

https:.//www.ashrafia.net

مشغول ہے کہ ہر چند میں اسے منع کرتا ہوں لیکن یہ باز نہیں آتا۔ حضرت غوث الاعظم قدس سرہ نے فرمایا: ''اے عمر! کون سی کتاب تم نے پڑھ لی ہے؟ اس نے عرض کی: ''فلاں فلاں کتاب'' آپ قدس سرہ نے اپنا دستِ مبارک شیخ شہاب الدین عمر علیہ الرحمہ کے سینے پر رکھا۔ شیخ عمر فرماتے ہیں: ''بخدا! یہ سب کتابیں میرے حافظے سے اتر گئیں۔ خدائے تعالیٰ نے علم الکلام کے تمام مسائل میرے دل سے محو کر دیئے اور علم لدنی سے میرے سینے کو معمور کر دیا''۔ حضرت غوث الاعظم قدس سرہ نے فرمایا: ''اے عمر! تو عراق میں متاخرین میں مشہور ہوگا''۔ شیخ الشیوخ بھی ہمیشہ فرماتے تھے کہ میں نے جو کچھ پایا ہے، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی برکت سے پایا ہے۔ سلسلہ کبرویہ کے یہی شیخ ابوالنجیب سہروردی علیہ الرحمہ جن کی حضرت غوث الاعظم قدس سرہ سے نسبت اوپر بیان کی گئی ہے حضرت شیخ عمار یاسر علیہ الرحمہ کے پیر ہیں اور شیخ عمار علیہ الرحمہ، نجم الدین کبریٰ علیہ الرحمہ کے پیر ہیں۔

پس ان چار سلسلوں کے مشائخ کو محبوب سبحانی، غوث صمدانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے خوانِ نعمت سے بہرہ وافر ملا اور مذکورہ سلسلوں کے مشائخ کے لیے یہ امر باعثِ فخر ہے کہ انہیں مشائخ کے دیدار کا رتبہ بلند اور نسبت بزرگ حاصل ہوئی۔ کہا جاتا ہے کہ میں نے فلاں پیر کو دیکھا ہے اور فلاں شیخ کی صحبت سے فیض یاب ہوں۔ یہ نسبت گویا باعث افتخار سمجھی جاتی ہے۔

حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ''پیروں کا دیدار کرنا اس گروہ کے فرائض میں داخل ہے کیونکہ پیر کے دیدار سے وہ کچھ حاصل ہو جاتا ہے جو کسی اور ذریعے سے میسر نہیں آسکتا۔ جس شخص نے شیخ کو دیکھا اس نے شیخ کو نہیں بلکہ حق تعالیٰ کو دیکھا کیونکہ شیخ اصل میں وہ خود نہیں''۔

حضرت امام عبداللہ یافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ: حضرت شیخ عبدالقادر قدس سرہ کا قول ہے کہ: ''جس مسلمان نے میرا چہرہ دیکھا یا جو مدرسے میں آیا اُسے قبر اور قیامت کے عذاب سے نجات حاصل ہو جائے گی''۔

خوش آنکه وصال تو میسر شده باشد
چشمی بجمال تو منور شده باشد

خوش قسمت ہے وہ جسے تیرا وصال نصیب ہوا اور جس کی آنکھ تیرے جمال سے نور ہوئی۔

سلسلہ متبرکہ قادریہ کی بناء طریق **''صحو''** کثرت فتوح اور عدم تفرس پر ہے۔ **''صحو''** سے حصول مقصد اور صحبت حال مراد ہے ہے حضرت غوث الثقلین قدس سرہ نے وعدہ فرمایا ہے کہ: **''جو شخص میرے مریدوں میں ہوگا، اس کے گھوڑے کے پاؤں میں بھی لغزش نہیں ہوگی، بے شک میں قیامت تک اس کی حفاظت کروں گا''۔**

قسم ہے کہ مشکل کو مشکل نہ پایا
کہا ہم نے جس وقت یا غوثِ اعظم

https:.//www.ashrafia.net

گوشۂ تصوف

مکتوباتِ اشرف المشائخ قدس سرہ

حضرت اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ نے اپنی حیات مبارکہ میں مریدین کے نام مختلف اوقات میں مکتوبات تحریر فرمائے، جو شریعت وطریقت اور حقیقت ومعرفت کا خزانہ ہیں۔ان کی افادیت کے پیش نظر انہیں شائع کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔ملاحظہ فرمائیے: (ایڈیٹر)

محبی ومخلصی جناب عبد الصبور اشرفی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ نے تصوف کے متعلق معلوم کیا ہے کہ تصوف کسے کہتے ہیں؟ اور یہ علم کیسے حاصل ہوتا ہے؟ اربابِ طریقت اور اصحابِ حقیقت پر یہ بات مخفی نہ رہے کہ تصوف کے متعلق بزرگانِ دین اور اولیائے کاملین کے اقوال کو دیکھا جائے گا کہ انہوں نے اس کی کیا تعریف کی ہے اور حقیقت یہ ہے تصوف کی تعریف ہر بزرگ نے اپنے طور پر کی ہے۔ہم یہاں پر متقدمین کے اقوال بیان کررہے ہیں جن کی روشنی میں یہ دیکھا جاسکتا ہے کہ تصوف کیا ہے؟ حضرت معروف کرخی قدس سرہ جو اپنے زمانے کے جلیل القدر بزرگ ہیں اور جن کے متعلق یہ مشہور ہے کہ ان کے مزار مبارک کے پاس جو دعا کی جائے وہ قبول ہوتی ہے اور صوفیاء کا یہ کہنا ہے کہ حضرت معروف کرخی قدس سرہ جس طرح زندگی میں تصرف کرتے تھے اُسی طرح وصال کے بعد بھی کرتے ہیں۔ آپ نے تصوف کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: ''حقائق کا اختیار کرنا، حقائق پر گفتگو کرنا اور مخلوق کے پاس جو کچھ ہے اس سے کنارہ کش ہونا تصوف ہے''۔ (فوائد الفواد، ص:۳)

اسی طرح حضرت شیخ سہیل عبد اللہ تستری قدس سرہ فرماتے ہیں: ''کم کھانا، خدا کی ذات سے سکون حاصل کرنا، اور خلقِ خدا سے گریز کرنا تصوف ہے''۔ (فوائد الفواد، ص:۱۳)

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی قدس سرہ نے تصوف کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: ''یہ راستہ طے کرنے کے لیے وہی موزوں

https:.//www.ashrafia.net

اور مناسب ہے جو اپنے سیدھے ہاتھ میں قرآنِ مجید رکھتا ہو اور بائیں ہاتھ میں سنتِ مصطفویٰ ﷺ اور ان دونوں چراغوں کی روشنی میں چلتا ہو، تا کہ شبہ کے غار میں نہ گرے اور بدعت کی تاریکی میں نہ بھٹک جائے‘‘۔ (تذکرۃ الاولیاء)

آپ نے ایک دوسرے مقام پر فرمایا: ’’صوفی وہ ہے کہ اس کا دل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح سلیم ہو، دنیا کی دوستی سے سلامت یافتہ ہو، اور خداوندِ تعالیٰ کا فرمان بجالانے والا ہو، اس میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام جیسی تسلیم ہو اور اس کا غم حضرت داؤد علیہ السلام کے غم کی مانند ہو اور اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسا فقر ہو اور اس کا صبر حضرت ایوب علیہ السلام کی طرح ہو اور حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسا شوق رکھتا ہو اور مناجات واخلاص کے وقت حضور نبی کریم ﷺ کی مانند ہو‘‘۔ (فوائد الفواد، ص:۱۴)

حضرت ابوسعید خراز قدس سرہ فرماتے ہیں: ’’تصوف یہ ہے کہ اپنے مالک سے صفاء کا تعلق رکھنا اور اس کے انوار سے پُر ہونا اور اس کے ذکر سے لذت یاب ہونا ہے‘‘۔ (فوائد الفواد، ص:۱۴)

حضرت شیخ ابومحمد مرتعش قدس سرہ فرماتے ہیں: ’’تصوف حسنِ خلق کا نام ہے‘‘۔ (فوائد الفواد، ص:۱۵)

کسی نے کہا کہ: تصوف ایک علم ہے جس کا موضوع صفاتِ ذاتِ باری تعالیٰ ہے‘‘۔

سلسلہ اشرفیہ کے بانی حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ ’’**لطائفِ اشرفی**‘‘ میں تصوف کی تعریفات مشائخ کے اقوال کی روشنی میں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ’’تصوف کی تعریفات مشائخِ طریقت نے اپنے اپنے انداز میں بیان کی ہیں لیکن میرے نزدیک تصوف کی تعریف ہے کہ تصوف سراپا ادب ہے‘‘۔

غرض یہ کہ ہر ایک نے اپنی اپنی کیفیات اور وارداتِ قلبی کے مطابق تصوف کی تعریف کی ہے جس کی ایک لمبی تفصیل ہے۔ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہ نے ’’**کشف المحجوب**‘‘ میں حضرت امام ابوالقاسم قشیری قدس سرہ نے ’’**رسالہ قشیریہ**‘‘ میں اور حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ نے ’’**عوارف المعارف**‘‘ میں تصوف کی تعریف میں صوفیائے کرام کے بکثرت اقوال نقل فرمائے ہیں۔ ان تمام تعریفات میں جو چیز ہمیں مشترک نظر آتی ہے وہ ہے اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول یعنی ذاتِ باری تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا، بالفاظِ دیگر یوں کہا جاسکتا ہے اللہ تعالیٰ کی ذات تک پہنچنا اور اس کی رضا حاصل کرنا اور اللہ تعالیٰ کی ذات تک پہنچنے کے لیے ضروری ہے کہ انسان کا قلب آئینے کی طرح صاف وشفاف ہو، اسی لیے صوفیاء نے قلب کی صفائی پر زور دیا اور اس کے لیے مختلف اذکار کے طریقے وضع کیے تاکہ قلب روشن ہو جائے۔ کسی سلسلے میں ذکرِ بالجہر ہے تو کسی سلسلے میں ذکرِ خفی جیسا کہ چشتیہ سلسلے میں ذکرِ بالجہر ہے اور نقشبندیہ میں ذکرِ خفی ہے۔ اسی طرح ذکرِ پاس انفاس یعنی سانس کے ساتھ ذکر کرنا اور ان تمام اذکار کا مقصد قلب کو گناہوں کی آلودگی سے پاک کرنا ہے، کیونکہ انسان کا قلب ہی ایسی چیز ہے کہ اگر یہ درست ہے تو تمام

https:.//www.ashrafia.net

افعال درست ہوں گے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے جسم میں ایک گوشت کا لوتھڑا ہے، اذا صلحت صلح الجسد کلہ واذا فسدت الجسد کلہ یعنی اگر یہ صحیح ہے تو پورا جسم صحیح ہے اور اگر یہ فاسد ہو گیا تو تمام جسم فاسد ہو جائے گا''۔

اسی لیے صوفیائے کرام دل پر توجہ دیتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ جب وہ روشن ہو جائے گا تو تمام جسم روشن ہو جائے گا۔ اب ہم آسان الفاظ میں تصوف کی تعریف بیان کر دیں تا کہ بات آپ کے ذہن میں بیٹھ جائے، اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کا قرب حاصل کرنے کا نام تصوف ہے، یہ سب سے آسان تعریف ہے، اب آپ سمجھ لیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لیے جتنے طریقے ہو سکتے ہیں۔ بزرگانِ دین نے وہ سب استعمال کیے اور اپنے مریدین ومعتقدین کو سمجھائے اور ان کے ذریعے انہیں قربِ الٰہی حاصل ہوا اور درجات ومراتب اور مقامات طے کیے، کوئی محبوبِ ربانی تو کوئی محبوبِ سبحانی، کوئی مخدومِ سمنانی تو کوئی امامِ ربانی، غرض یہ درجات ومراتب حاصل کرتے رہے عاجزی وانکساری کا پیکر بن گئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں اس ریاضت ومجاہدے اور تقویٰ وپرہیزگاری کا صلہ یہ دیا کہ انہیں اپنا قرب عطا کر دیا، وہ مقربینِ بارگاہِ الٰہی ہو گئے۔ ان کے نام آج بھی زندہ ہیں اور قیامت تک زندہ رہیں گے۔

مولیٰ تعالیٰ! ہم اہل طریقت کو ان بزرگانِ دین اور اولیائے کاملین کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ

خاکپائے مخدوم سمنانی

سید احمد اشرف جیلانی

شہنشاہِ بغداد حضورِ غوث پاک قدس سرہ کی علمی مہارت

شیخ امام موفق الدین بن قدامہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ: ''ہم نے دیکھا کہ شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمہ اُن میں سے ہیں کہ جن کو وہاں (بغداد) پر علم وعمل اور فتویٰ نویسی کی بادشاہت دی گئی ہے''۔ (بہجۃ الاسرار، ص:۲۲۵)

آپ علیہ الرحمہ کی علمی مہارت کا یہ عالم تھا کہ اگر آپ سے اِنتہائی مشکل مسائل بھی پوچھے جاتے تو آپ اُن مسائل کا نہایت آسان اور خوبصورت جواب دیتے، آپ نے درس وتدریس اور فتویٰ نویسی میں تقریباً ۳۳ سال دینِ اسلام کی خدمت کی، اِس دوران جب آپ علیہ الرحمہ کے فتاویٰ علمائے عراق کے پاس لائے جاتے تو وہ آپ علیہ الرحمہ کے جواب پر حیران رہ جاتے۔ (بہجۃ الاسرار، ص:۲۲۵ ملتقطاً وملخصاً)

https:.//www.ashrafia.net

تاریخ

یہ تھے مسلمان حکمران...

تحریر: حضرت علامہ سید محمد صالح فرفور (دمشق)...... مترجم: حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمہ

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حمص والوں کو لکھا کہ: ''ہمیں اپنے ہاں کے فقراء اور محتاجوں کی فہرست ارسال کرو تا کہ ان کا نام عطیات ارسال کیے جائیں''۔ فہرست میں سب سے پہلا نام ان کے حکمران سعید بن عامر جمحی رضی اللہ عنہ کا تھا۔ جب فہرست پہنچی اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حمص کے حاکم کا نام فقراء کی لسٹ میں سرفہرست دیکھا تو دریافت کیا کہ: ''ہم انہیں مناسب مقدار میں وظیفہ دیتے ہیں، اس کے باوجود وہ فقیر اور محتاج کیوں ہیں؟'' حمص کے سفیروں نے کہا ''جناب وہ واقعی فقیر اور نادار ہیں کیونکہ وہ اپنے پاس کچھ رکھتے ہی نہیں جو کچھ ہوتا ہے سارے کا سارا مسکینوں، فقیروں اور نادار عورتوں میں تقسیم کر دیتے ہیں'' پھر ان کے سامنے معذرت کرتے ہوئے کہتے ہیں: میں کیا کروں؟ جب امیر المومنین نے مجھے کہا کہ: ''میں تمہیں گورنر مقرر کر رہا ہوں'' تو میں نے کہا تھا جناب مجھے مشقت میں نہ ڈالیں لیکن وہ مانے ہی نہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے وفد کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ''ہم نے ان کو ضائع کر دیا، ہم نے ان پر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ ڈال دیا''۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ''ان کا رویہ تمہارے ساتھ کیسا ہے؟''

شرکائے وفد نے بتایا کہ: باقی تو سب ٹھیک ہے لیکن ہمیں ان کی چار عادتوں پر اعتراض ہے:

۱) وہ ہمارے پاس دن چڑھے آتے ہیں

۲) رات کے وقت دکھائی نہیں دیتے

۳) مہینے میں ایک دن غائب رہتے ہیں

۴) کبھی انہیں بے ہوشی کے طویل دورے پڑتے ہیں۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حمص فقراء کے لیے مناسب مقدار میں وظیفہ بھجوایا۔ چار سو دینار ان کے گورنر کے لیے بھجوائے اور انہیں قسم دی کہ یہ رقم اپنی ذات اور اپنے اہل وعیال پر صرف کریں۔ جب حضرت سعید رضی اللہ عنہ کے پاس مال پہنچا تو انہیں شدید صدمہ ہوا، جس کے آثار ان کے چہرے پر واضح طور پر دکھائی دیتے تھے۔ نہایت دل گرفتہ اور غمگین حالت میں اپنے گھر میں داخل ہوئے ان کی اہلیہ محترمہ

https:.//www.ashrafia.net

نے پوچھا کہ: ''مجھے آپ غمزدہ اور پریشان دکھائی دیتے ہیں کیا آپ کا کوئی دوست فوت ہوگیا ہے؟'' حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے کہا: ''کاش! ایسا ہوتا''۔ انہوں نے پوچھا: ''کیا شہر میں کوئی بڑا آدمی فوت ہوگیا ہے؟'' فرمایا: ''کاش! ایسا ہوتا'' اہلیہ نے پوچھا: ''پھر آپ کو کس بات کا صدمہ ہے؟''

حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے گہرا سانس لیا پھر کہنے لگے: ''مجھے رسول اللہ ﷺ کی صحابیت کا شرف حاصل ہوا، آپ ﷺ کی صحبت بہترین صحبت اور آپ ﷺ بہترین مصاحب تھے، پھر مجھے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رفاقت کی سعادت میسر آئی، ان کی رفاقت بہترین رفاقت تھی اور وہ بہترین ساتھی تھے، پھر میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا مصاحب بنا لیکن ان کی صحبت کچھ اچھی ثابت نہیں ہوئی۔

بیوی نے کہا: ''وہ کیوں؟''

دینار بیوی کے سامنے رکھتے ہوئے ان پر نفرت وحقارت سے بھرپور نگاہ ڈالتے ہوئے کہنے لگے: ''یہ دیکھو! انہوں نے میرے پاس کیا بھیجا ہے؟ اور مجھے کیسی سخت تاکید کی ہے؟''

بیوی نے کہا: ''آپ کو ڈر کس کا ہے؟''

کہنے لگے: ''مجھے صرف تمہارا ڈر ہے کہ کہیں تم پر ان چمکتے ہوئے سکوں کا جادو نہ چل جائے''۔

تسلیم ورضا کی پیکر بیوی نے کہا: ''میری طرف سے اطمینان رکھیے اور جو جی میں آئے کر گزریئے''۔

فرطِ مسرت سے ان کا چہرہ جگمگا اُٹھا اور مسکراہٹ ان کے ہونٹوں پر کھلنے لگی۔ کہنے لگے: ''اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر عطا فرمائے، تم نے میری بڑی مشکل حل کر دی ہے، ایسا کرو کہ کپڑے کا ایک ٹکڑا لاؤ''۔

اس اللہ کی بندی نے سارا کمرہ چھان ڈالا لیکن اسے کپڑے کا زائد ایک ٹکڑا نہ مل سکا۔ مجبوراً اس نے اپنی اوڑھنی کا کنارہ پھاڑ کر پیش کر دیا۔

حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے اس میں کچھ دینار باندھے اور کہا کہ: ''یہ فلاں کے گھر دے آؤ، یہ دراہم اور دینار فلاں کے گھر دے آؤ، یہاں تک کہ ان کے پاس کچھ بھی نہ رہا، پھر انہوں نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی: **''اے اللہ! اس کے بعد عمر فاروق کا کوئی عطیہ میرے پاس نہ آئے''۔**

بیوی نے کہا: ''آپ یہ دعا کیوں مانگتے ہیں؟ کیا وہ ہمیں خراج اور غنیمت کے مال حلال سے نہیں بھیجتے؟''۔

کہنے لگے: ''وہ بھیجتے تو مال حلال ہی سے ہیں لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: فقراء مہاجرین، مالدار مہاجرین سے ۴۰ رسال پہلے جنت میں جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! مجھے دنیا اور اس کی تمام دولت بھی مل جائے تو میں اس بات پر راضی نہیں ہوں گا کہ مجھے پہلی جماعت میں شامل نہ کیا جائے''۔

ملاقات ہونے پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ: ''آپ ان چار عادتوں کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ جن کی اہل حمص شکایت کرتے ہیں''۔

https:.//www.ashrafia.net

کہنے لگے: ''امیر المومنین! انہوں نے جو کچھ کہا ہے صحیح کہا ہے ان کی وجوہ بھی سن لیجئے:

۱) میں چاشت کے وقت اس لیے گھر سے نکلتا ہوں کہ میرا کوئی خادم نہیں ہے، میری بیوی بیمار ہے۔ نماز فجر کے بعد اس کے کام کاج سرانجام دیتا ہوں یہاں تک کہ سورج بلند ہو جاتا ہے

۲) رات کے وقت میں لوگوں سے اس لیے ملاقات نہیں کرتا کہ میں دن بھر لوگوں کی خدمات انجام دیتا ہوں رات کا وقت اللہ تعالی کے حقوق کی ادائیگی کے لیے وقف کر رکھا ہے۔

۳) مہینے میں ایک دن میں اس لیے گھر سے باہر نہیں نکلتا کہ میرے پاس کپڑوں کا صرف ایک جوڑا ہے، اس دن میں اسے دھوتا ہوں اور خشک ہونے پر پہن لیتا ہوں، اس لیے لوگوں سے ملاقات نہیں کر سکتا۔

۴) بیہوشی کی وجہ یہ ہے کہ حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ میرے سامنے شہید کیے گئے، میں اس وقت کافر تھا، مجھے جب بھی یہ واقعہ یاد آتا ہے تو دل پر چوٹ لگتی ہے اور سینے سے ایک ہوک سی اُٹھتی ہے کہ: کاش! میں اس وقت اسلام لا چکا ہوتا اور ان کے دفاع کی کوشش کرتا۔ امیر المومنین! جب بھی مجھے ان کی یاد آتی ہے تو مجھ پر رَنج والم کا پہاڑ ٹوٹ پڑتا ہے اور میرے ہوش وحواس گم ہو جاتے ہیں۔

یہ گفتگو سن کر امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اس شدت سے روئے کہ ان کی ہچکی بندھ گئی۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد جب بھی ان کا تذکرہ ہوتا تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر شدید گریہ طاری ہو جاتا اور ان کے لیے دعائے رحمت ومغفرت کرتے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کو جمع کیا اور انہیں کہا کہ: ''اپنی آرزو بیان کیجئے'' ایک صحابی نے کہا: ''میری آرزو ہے کہ میرے پاس ایک لشکر ہو جسے لے کر میں دشمنانِ اسلام سے جہاد کروں''۔ دوسرے صحابی نے کہا: ''میری آرزو یہ ہے کہ میرے پاس بہت سا مال ہو، جسے میں فی سبیل اللہ خرچ کر دوں''۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میری آرزو یہ ہے کہ سعید بن عامر جمحی جیسا کوئی گورنر ہو، جسے میں مسلمانوں کے امور کا والی بنا دوں''۔

یہ کہا اور اتنی شدت سے رو پڑے کہ بات کرنا مشکل ہو گئی ساتھ ہی یہ کہہ رہے تھے رحمہ اللہ رحمتہ للہ۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے، اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔

تاریخ اسلام کے دورِ اوّل میں حکمرانوں کی یہ اعلیٰ ترین مثال ہے۔ وہ اپنے ربِ کریم کی خوشنودی اور بہترین اجر وثواب حاصل کرنے کے لیے اُمتِ مسلمہ اور اسلامی مملکت کے لیے جان ومال کی قربانی دے دیتے تھے۔

اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور انہیں بھی راضی کر دے

> تیرے ہاتھ میں ہاتھ میں نے دیا ہے
> تیرے ہاتھ ہے لاج یا غوثِ اعظم

https://www.ashrafia.net

فتنۂ قادیانیت

غازی احمد (سابق کرشن لال) کا مرزا ناصر سے مکالمہ

جناب حبیب اشرف صبوحی صاحب

اس سے قبل کہ میں فتنۂ قادیانیت کے سلسلے میں غازی احمد صاحب نے جو سوالات مرزا ناصر سے کیے اور مرزا ناصر اُس کا جواب نہ دے سکا۔ میں چاہتا ہوں کہ غازی احمد صاحب کا تعارف اور ان کی دینی خدمات کا احاطہ کیا جائے۔

جون ۱۹۲۴ء میں چکوال کے ایک گاؤں کلاں میں ہندو پنڈت کے گھرانے میں ایک بچہ بڑے جتن اور دعاؤں سے پیدا ہوا اس کے پیدا ہونے سے پورے خاندان میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اس سے قبل اس گھرانے میں کوئی بچہ نہیں تھا۔ ایک پنڈت کی ہدایت پر بچے کا نام کرشن لال رکھا گیا تاکہ ہری کرشن مہاراج (جو کہ ہندو مذہب میں اپنے وقت کے اوتار تھے) کی طرح عمر پائے اور یہ بچہ جو اسلام قبول کرنے کے بعد **"غازی احمد"** کے نام سے مشہور ہوا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد غازی احمد نے بے شمار تکلیفیں اور اذیتیں برداشت کیں اور ثابت قدمی کا ثبوت دیتے ہوئے دینی اور دنیاوی تعلیمات حاصل کیں اور گورنمنٹ کالج بوچھال کلاں کے پرنسپل کی حیثیت سے ریٹائر ہوئے۔ آپ نے تین ایم۔اے اور وہ بھی گولڈ میڈل کے ساتھ کیے اس کے علاوہ درس نظامی، فاضل فارسی، ایم،او۔ایل، بی۔ایڈ اور ایل۔ایل۔بی کی ڈگریاں اعزازات کے ساتھ حاصل کیں۔ انہوں نے قبولِ اسلام کی داستان ایک کتاب "من الظلمات الی النور" **"کفر کے اندھیروں سے نور اسلام تک"** کے نام سے تحریر کی۔ جس کے کئی زبانوں میں ترجمے ہوئے۔ (مجھے یہ شرف حاصل ہے کہ میں نے ان سے دو مرتبہ ملاقات کی) مندرجہ ذیل اقتباسات ان کی اسی کتاب کے حوالے سے ضبط قلم کر رہا ہوں۔

آج سے دس بارہ سال قبل پنجاب یونیورسٹی لاہور نے بی۔اے کے امتحانات کے سلسلے میں مجھے تعلیم اسلام کالج ربوہ میں ناظم امتحانات مقرر کیا۔ بیس پچیس دن ربوہ کالج میں میرا قیام رہا۔ ایک اتوار کو چھٹی کے دن میں نے مرزا ناصر احمد سے ملاقات کا پروگرام بنایا، دفتر میں گیا اور ملاقاتوں کی فہرست میں اپنا نام درج کرایا میرا اتیسواں نمبر تھا۔ میں نے ناظم ملاقات سے کہا اگر ممکن ہو تو جلد ملاقات کرا دیں، مجھے تو امتحان کے سلسلہ میں کام کرنا ہے۔ انہوں نے میرے متعلق مرزا ناصر کو فون پر بتایا:

مرزا ناصر نے کہا کہ: ان کا نام دوسرے نمبر پر درج کریں پہلے نمبر پر ڈاکٹر صاحب کے بعد میری باری آئی مرزا ناصر دوسری منزل پر تھا میں اُوپر پہنچا، مرزا ناصر نے دروازے پر آکر استقبال کیا۔ علیک سلیک کے بعد گفتگو کا آغاز ہوا۔

مرزا ناصر نے کہا: مجھے یہ بھی پتا چلا کہ نبی اکرم ﷺ نے عالم رؤیا میں آپ کو اسلام سے مشرف فرمایا۔

جی ہاں! آپ کی معلومات بالکل درست ہے۔ میں نے خواب میں نبی مکرم ﷺ کے دست مبارک پر اسلام قبول کیا ہے۔

مرزا ناصر نے مسرت کا اظہار کیا اور کہا واقعی آپ بڑے خوش قسمت انسان ہیں۔ میں کہوں کہ آپ اسلام کی صداقت کی دلیل ہیں۔ مرزا ناصر نے میرے قبولِ اسلام کی تفصیلات دریافت کرتا رہا اور میں جواب دیتا رہا۔

تقریباً نصف گھنٹہ اسی گفتگو میں گزر گیا میں نے کہا: جناب کافی وقت گزر گیا ہے۔ نیچے بہت سے ملاقاتی آپ کے انتظار میں بیٹھے ہیں، میں رخصت چاہتا ہوں البتہ اگر آپ مناسب خیال کریں اور گستاخی نہ سمجھیں تو ایک طالب علم کی حیثیت سے ایک سوال دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ مرزا ناصر نے خوش دلی سے اجازت دے دی۔

جیسا کہ جناب کو بھی معلوم ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے مجھے مشرف بہ اسلام فرمایا اور مصداق حدیث "فی المنام فقد رانی"

یعنی جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا۔

میرا ایمان ہے کہ میں نے جناب رسول مکرم ﷺ کی ذات گرامی سے دین اخذ کیا اور میرا یہ بھی ایمان ہے کہ جو عقیدہ اور مسلک میں نے بنایا ہے وہ حضور ﷺ کی رضائے عالیہ کے مطابق ہے۔

آپ حضرات کا سلسلہ نبوت کا سلسلہ ہے۔ اگر آپ کا سلسلہ اللہ تعالیٰ کے ہاں درست ہوتا تو نبی اکرم ﷺ مجھے اسلام سے مشرف فرمانے کے بعد ہدایت فرمادیتے کہ اب تم مسلمان ہو چکے ہو، تکمیل دین کے لیے قادیان چلے جاؤ۔

بحیثیت نبی آپ کے ضروری تھا کہ مرزا صاحب کی نبوت کو نظر انداز نہ فرماتے مگر حضور اکرم ﷺ نے مرزا صاحب کی نبوت کو قطعاً نظر انداز فرمایا، جس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ مرزا غلام احمد کا سلسلہ نبوت رسول اللہ ﷺ کے نزدیک درست نہیں یہ نبوت، نبوت کاذبہ کے زمرے میں آتی ہے۔

مرزا ناصر نے سوال سن کر کہا: یہ سوال میری زندگی میں پہلی بار پیش کیا گیا ہے آپ کے سوال کی معقولیت میں شک نہیں، مگر ملاقاتی کافی بیٹھے ہیں، پھر کسی ملاقات میں اس کا جواب دوں گا۔

میں نے کہا کہ: مجھے ایک بات اور دریافت کرنا ہے۔ میں نے ایک تحریر پڑھی ہے کہ: میں اور میری جماعت کے افراد فقہی مسلک میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پیروکار ہیں۔ مرزا ناصر میں بھی حنفی مسلک سے تعلق رکھتا ہوں۔

مرزا ناصر نے اظہار مسرت کیا: میں نے کہا کہ: مرزا صاحب تو آپ کے خیال کے مطابق منصب نبوت پر فائز تھے، کیا یہ امر

Https:.//www.ashrafia.net

منصب نبوت کے شایان شان ہے کہ ایک نبی ایک اُمتی کے فقہی مسلک کا پیروکار اور مقلد ہو؟ کیا یہ مقام نبوت کی توہین نہیں؟

مرزا ناصر نے کہا: اس سوال کا جواب بھی کسی دوسری مجلس میں تفصیل کے ساتھ دوں گا۔ آپ اپنا پتا میرے سیکریٹری کو دے دیں، آپ کو دونوں سوالوں کے جوابات مل جائیں گے

میں نے مرزا ناصر سے اجازت طلب کی۔ اس نے خندہ پیشانی سے رخصت کیا۔ جب میں سیڑھیاں اُتر رہا تھا تو ختم نبوت پر میرے ایمان وایقان میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا کہ واقعی حضرت محمد مصطفی ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں اور نبی آخر الزماں ﷺ کا لایا ہوا دین کامل، مکمل اور اکمل ہے کسی نئے تکمیل کنندہ کی قطعاً نہ کوئی ضرورت ہے اور نہ گنجائش خاتم النبیین ﷺ کے بعد جو شخص بھی نبوت کا دعوی کرے گا تو اس کی نبوت کاذبہ ہوگی۔

میرے سوالات کے جوابات آج تک قادیانی فرقے کا کوئی خلیفہ اور کوئی اعلیٰ عہدیدار نہیں دے سکا۔

حضورِ غوثِ اعظم قدس سرہ النورانی فرماتے ہیں:

”جو کسی تکلیف میں **مجھ سے مدد مانگے** وہ تکلیف دور ہو

اور جو کسی سختی میں میرا نام لے کر پکارے **وہ سختی دفع ہو**

اور جو کسی حاجت میں **مجھے وسیلہ کرے** وہ حاجت روا ہو“

(بہجۃ الاسرار، ص: ۱۹۷)

وفیات

حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ کے مرید جناب چوہدری محمد نواز اشرفی طویل علالت کے بعد لاہور میں انتقال کر گئے حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے دورۂ پنجاب کے موقع پر لاہور میں ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور ایصالِ ثواب وخصوصی دعا فرمائی۔

جماعتِ اہلسنت کے رکن جناب رفیق شاہ صاحب مدظلہ العالی کے والدِ محترم گزشتہ دنوں انتقال کر گئے۔ درگاہ شریف میں ان کے ایصالِ ثواب کے لیے اہتمام ہوا اور حضور فخر المشائخ مدظلہ العالی نے مرحوم کی مغفرت کے لیے خصوصی دعا فرمائی۔

جناب محمد اقبال اشرفی کی والدہ گزشتہ دنوں انتقال کر گئیں مخدوم زادہ سید مکرم اشرف جیلانی نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے سوئم میں شرکت فرما کر ان کے اہل خانہ سے تعزیت، ایصالِ ثواب اور دعا فرمائی۔

ہم ادارہ الاشرف کی جانب سے لواحقین سے اظہارِ تعزیت کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ: اللہ رب العالمین! ان تمام مرحومین کی مغفرت فرمائے، ان کے گناہوں کو معاف فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

https://www.ashrafia.net

محدثین کرام کا تقویٰ و پرہیزگاری

ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی

محدثین کرام کی جماعت وہ مقدس جماعت ہے جن کی زندگی کا ایک ایک لمحہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی احادیث کو محفوظ کرنے اور انہیں عوام الناس تک پہنچانے میں گزرا۔ انہوں نے اپنی زندگیاں اسی مقصد کے لیے وقف کردی تھیں جس طرح وہ علم وفضل میں بے مثال تھے اسی طرح تقویٰ و پرہیزگاری میں بھی بے مثال تھے۔

حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ:

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ جس طرح فقہ میں تمام آئمہ کے امام ہیں، اسی طرح تقویٰ و پرہیزگاری میں بھی وہ سب کے امام ہیں کیونکہ تقویٰ کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر اُس چیز کو چھوڑ دیا جائے جس کی وجہ سے دین میں کسی قسم کا شک وشبہ پیدا ہو، اس لحاظ سے بھی آپ کا مقام بہت بلند ہے جس چیز میں ادنی سی کراہت کا شائبہ ہوتا آپ اُس سے کلیتاً اجتناب کرتے۔ زہد کا یہ عالم تھا کہ مال ودولت کی طرف التفات نہ کرتے تھے اور بڑی سے بڑی رقم بھی آپ کی خدمت میں پیش کی جاتی تو شان استغناء سے رد کردیا کرتے تھے۔ (تذکرۃ المحدثین ص: ۵۰)

حسن بن زیاد حلفاً بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ نے کبھی کوئی وظیفہ یا کسی کا ہدیہ قبول نہیں کیا، یہ زہد کا حال تھا اور تقویٰ کا اندازہ اس سے کریں کہ ایک مرتبہ آپ نے اپنے شریک (پارٹنر) کے پاس تجارت کے لیے کپڑے کے تھان بھیجے، جن میں سے ایک تھان میں نقص اور عیب تھا۔ آپ نے اپنے شریک (پارٹنر) سے کہا کہ: ”جب اس تھان کو فروخت کرنا تو اس کا عیب بیان کردینا“۔ شریک (پارٹنر) نے اس تھان کو فروخت کردیا اور گاہک سے اس کا عیب بیان کرنا بھول گیا اور بعد میں یہ بھی یاد نہ رہا کہ کس کے ہاتھ فروخت کیا تھا۔ حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ کو جب اس واقعہ کا علم ہوا تو انہوں نے تیس ہزار درہم کی مالیت کے ان تمام تھانوں کی قیمت صدقہ کردی۔

(الخیرات الحسان، ص: ۹۸)

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ پوری رات عبادت وریاضت میں گزارتے تھے۔ حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ: آپ کی شب بیداری کا سبب یہ تھا کہ ایک بار ایک شخص نے آپ کو دیکھ کر کہا: یہ وہ شخص ہیں جو پوری رات عبادت میں

https:.//www.ashrafia.net

جاگ کرگزارتے ہیں۔ حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ نے یہ سنا تو فرمانے لگے کہ: ”ہمیں لوگوں کے گمان کے مطابق ہونا چاہیے“ اس وقت سے آپ نے رات کو جاگ کر عبادت کرنی شروع کردی، یہاں تک کہ عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھا کرتے تھے اور ۴۰؍سال تک لگاتار اسی معمول پر قائم رہے۔

(الخیرات الحسان، ص:۸۲)

فضل بن وکیل کہتے ہیں کہ: ”میں نے تابعین میں امام ابوحنیفہ کی طرح کسی شخص کو شدت خشوع سے نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا“۔ دعا مانگتے وقت خوف خداوندی سے آپ کا چہرہ زرد ہوجاتا تھا اور کثرت نوافل کی وجہ سے آپ کا بدن کی سالخوردہ مشک کی طرح مرجھایا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ ایک بار آپ نے رات کو نماز میں قرآن کریم کی یہ آیت مبارکہ:

بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَ السَّاعَةُ اَدْهٰى وَ اَمَرُّ ﴿۴۶﴾

ترجمہ: بلکہ ان کا وعدہ قیامت پر ہے اور قیامت نہایت کڑی اور سخت کڑوی۔ (پارہ:۲۷،سورۃ القمر،آیت:۴۶)

کی تلاوت کی پھراس کی قرأت سے آپ پر ایسا کیف طاری ہوا کہ بار بار اس آیت کو دھراتے رہے یہاں تک کہ موذن نے فجر کی آذان کہہ دی۔ (الخیرات الحسان، ص:۸۳)

حضرت امام رازی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ: ”امام اعظم علیہ الرحمہ کسی جگہ جارہے تھے، راستہ میں کیچڑ تھی، ایک جگہ آپ کے پیر کی ٹھوکر سے کیچڑ اُڑ کر کسی شخص نے مکان کی دیوار سے جالگی آپ پریشان ہوگئے کہ اگر کیچڑ اُکھاڑ کر دیوار صاف کی جائے تو دیوار کی مٹی بھی اتر جائے گی اور اگر یونہی چھوڑ دیا جائے تو ایک شخص کی دیوار خراب ہوتی ہے۔ اس پریشانی میں تھے کہ صاحب خانہ باہر آیا وہ شخص یہودی تھا اور اتفاق سے آپ کا مقروضہ بھی تھا۔ آپ کو دیکھ کر سمجھا کہ قرض مانگنے آئے ہیں پریشان ہو کہ عذر پیش کرنے لگا۔ آپ علیہ الرحمہ نے فرمایا: ”قرض کو چھوڑو، میں تو اس خلجان میں ہوں کہ تمہاری دیوار کو صاف کیسے کروں؟ کیچڑ کھرچوں تو خطرہ ہے کہ دیوار کی کچھ مٹی بھی اتر آئے گی اور اگر یونہی رہنے دوں تو تمہاری دیوار گندی ہوتی ہے“۔ یہ بات سن کر یہودی بے ساختہ کہنے لگا کہ: ”حضور **دیوار کو بعد میں صاف کیجئے گا پہلے کلمہ پڑھ کر میرا دل پاک کردیں**“۔

امام زعفرانی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ: ایک مرتبہ ہارون رشید نے امام ابو یوسف علیہ الرحمہ سے کہا کہ: امام ابوحنیفہ کے اوصاف بیان کیجئے۔ انہوں نے فرمایا کہ: ”امام اعظم محارم سے شدید اجتناب کرتے تھے۔ بلاعلم، دین میں کوئی بات کہنے سے سخت ڈرتے تھے، وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں انتہائی مجاہدہ کرتے تھے، اہل دنیا کے منہ پر کبھی ان کی تعریف نہیں کرتے تھے۔ اکثر خاموش رہتے اور مسائل دینیہ میں غور وفکر کرتے رہتے تھے اتنے عظیم علم کے باوجود بے حد سادہ اور منکسر المزاج تھے جب ان سے کوئی سوال پوچھا جاتا تو کتاب وسنت کی طرف جوع کرتے اور اگر اس کی نظیر قرآن وحدیث میں نہ ملتی تو پھر قیاس کرتے، نہ کسی سے طمع کرتے اور نہ بھلائی کے سوا کسی کا

https:.//www.ashrafia.net

تذکرہ کرتے"۔ ہارون رشید یہ سنتے ہی کہنے لگا: "صالحین کے اخلاق ایسے ہی ہوتے ہیں"۔ پھر اس نے کاتب کو ان اوصاف کے لکھنے کا حکم دیا اور اپنے بیٹے سے کہا کہ: "ان اوصاف کو یاد کرلو"۔(مناقب کوردی، ج:۱، ص:۲۲۶)

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ جس طرح علم و فضل میں سب آئمہ پر سبقت رکھتے تھے اُسی طرح زہد و تقویٰ میں بھی سب پر فوقیت رکھتے تھے۔

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ:

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ علم و فضل کے عظیم مقام پر ہونے کے باوجود عبادت و ریاضت میں یکتائے روزگار تھے۔ آپ کی ریاضت اور مجاہدے کے بہت سے واقعات کتب تاریخ وسیرت میں موجود ہیں۔

ربیع ابن سلیمان کہتے ہیں کہ: "حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ رمضان کے نوافل میں ساٹھ مرتبہ قرآن کریم ختم کرتے تھے عام دنوں میں وہ رات کے تین حصے کرتے تھے، پہلے حصے میں تصنیف و تالیف کا کام کرتے تھے اور دوسرے میں نوافل پڑھتے اور تیسرے حصے میں نیند لیا کرتے تھے"۔

(حلیۃ الاولیاء، ج:۹، ص:۱۳۲)

ابراہیم بن محمد کہتے ہیں کہ: "میں نے امام شافعی علیہ الرحمہ کو کی طرح کسی شخص کو نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا"۔ وہ کہتے ہیں کہ: "ان کی نماز مسلم بن خالد کی نماز سے مشابہ تھی اور ان کی نماز مسلم بن جریج کی نماز کے مماثل تھی اور مسلم بن جریج کی نماز عطا کی نماز سے اور عطا کی نماز عبداللہ بن زبیر سے اور عبد اللہ بن زبیر کی نماز ابوبکر صدیق سے اور ابوبکر صدیق کی نماز رسول اللہ ﷺ کی نماز سے اور رسول اللہ ﷺ کی نماز جبرئیل امیں کی نماز سے مشابہ تھی"۔(حلیۃ الاولیاء، ج:۲، ص:۱۳۵)

ایک مرتبہ کوئی شخص قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت کرر ہا تھا:

هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ

ترجمہ: یہ دن ہے کہ وہ نہ بول سکیں گے، اور نہ انہیں اجازت ملے کہ عذر کریں۔(پارہ:۲۹، سورۃ المرسلت، آیت:۳۵)

اس آیت کو سنتے ہی حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کے چہرے کا رنگ متغیر ہوگیا، جسم پر لرزہ طاری ہوا اور خوفِ الٰہی کی شدت سے ہوش وحواس جاتے رہے اور سر بسجود ہوکر بے ہوش ہوگئے اور جب ہوش آیا تو کہنے لگے:

اللهم انی اعوذ بك من مقام الكذابين ومن اعراض الجاهلين حب لی من رحمتك وجعلنی بترك واعف عنی بكرمك ولا تكلمنی الی غيرك ولا تقنطنی من خيرك (مرقاۃ، ج:۱، ص:۲۱)

حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ:

فقہ کے جلیل القدر امام حضرت امام احمد حنبل علیہ الرحمہ بھی زہد و تقویٰ میں اپنی مثال آپ تھے اور فقر و فاقہ میں استغناء کی شان رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ کھانے کے لیے کچھ نہ تھا مجبور ہوکر اپنی نعلین گروی رکھ کر روٹیاں خریدیں۔ حضرت امام عبدالرزاق کو پتا چلا تو انہوں نے آپ کو رقم مہیا کی لیکن آپ کے غیور ضمیر نے ان سے کچھ لینا گوارہ نہ کیا اور خود محنت و مشقت کرکے

https:.//www.ashrafia.net

اپنی ضروریات کو پورا کیا۔ (حلیۃ الاولیاء، ج:۹، ص:۱۷۵)

حسن بن عبد العزیز کو ایک لاکھ دینار وراثت سے ملے اس نے ان میں سے تین ہزار دینار آپ کی خدمت میں پیش کیے اور عرض کیا: ''یہ مال حلال ہے آپ اس سے فائدہ اٹھائیں اور اپنے اہل عیاں پر خرچ کریں'' لیکن آپ نے یہ کہہ کر وہ دینار واپس کردیئے کہ: ''مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے''۔

(حلیۃ الاولیاء، ج:۹، ص:۱۷۵)

عبادت وریاضت کا یہ حال تھا کہ علمی مصروفیات کے باوجود عبادت میں قدم راسخ رکھتے تھے۔ حضرت عبد اللہ بن احمد بن حنبل علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ: آپ دن اور رات میں تین سو نوافل پڑھا کرتے تھے اور جب آپ کی عمر چھپن سال کو پہنچی تو آپ مسئلہ خلق قرآن کے امتحان میں مبتلا ہو گئے۔ آپ کے جسم مبارک پر کوڑے مارے جاتے تھے لیکن آپ اس حال میں بھی روزانہ ڈیڑھ سو نوافل پڑھا کرتے تھے۔

(حلیۃ الاولیاء، ۹، ص:۱۸۱)

حضرت عبد اللہ بن احمد بیان کرتے ہیں کہ: ''آپ راتوں کو نوافل میں قرآن پڑھا کرتے تھے اور سات راتوں میں ایک قرآن کریم ختم کر لیتے تھے''۔ نیز وہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ: ''اگر کسی شخص کو امام احمد بن حنبل کی تلاش ہوتی تو وہ اس کو مسجد میں ملتے یا نماز جنازہ میں یا کسی مریض کے ہاں عیادت میں پاتے تھے''۔ (حلیۃ الاولیاء، ج:۹، ص:۱۸۳)

یہی وجہ ہے کہ آپ بارگاہِ الٰہی میں مستجاب الدعوات تھے لوگ کثرت کے ساتھ آپ کی خدمت میں دعا کے لیے حاضر ہوتے تھے لیکن آپ خوش اسلوبی سے ان کو ٹال دیا کرتے تھے۔

علی بن ابی حرارۃ بیان کرتے ہیں کہ: میری ماں اپاہج تھیں، چل نہیں سکتی تھیں، میں دعا کے لیے آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ پوچھا: کون ہے؟ میں نے بتایا: فلاں ہوں، پوچھا: کیا کام ہے؟ میں نے کہا: میری ماں اپاہج ہے، ہر وقت بھی بیٹھی رہتی ہے، چلنے پھرنے سے معذور ہے اس کے لیے دعا کیجئے، آپ یہ سن کر ناراض ہوئے اور فرمایا: ''تمہاری ماں سے زیادہ ہم خود دعا کے محتاج ہیں، ان سے کہ وہ خود ہمارے لیے دعا کریں''۔ جب علی واپس گھر پہنچے تو دیکھا کہ ان کی والدہ گھر میں ٹھیک ٹھاک ہیں اور چل پھر رہی ہیں۔

(حلیۃ الاولیاء، ج:۹، ص:۱۸۱)

حضرت امام محمد علیہ الرحمہ:

امام اعظم کے شاگرد رشید حضرت امام محمد علیہ الرحمہ بے حد عبادت گزار تھے تصنیف وتالیف اور مطالعہ کتب میں اکثر مشغول رہا کرتے تھے آپ رات کے تین حصے کرتے ایک حصے میں عبادت کرتے، ایک حصے میں مطالعہ کرتے اور باقی ایک حصے میں آرام کیا کرتے تھے۔ (مناقب کردری، ج:۲، ص:۱۶۳)

امام شافعی علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات ہیں کہ میں امام محمد علیہ الرحمہ کے پاس ٹھہرا، میں ساری رات نفل پڑھتا رہا اور امام محمد چار پائی پر لیٹے رہے صبح کو امام محمد نے بغیر وضو کے نماز پڑھی میں نے پوچھا: حضرت آپ نے وضو نہیں کیا؟ فرمایا

https:.//www.ashrafia.net

تم نے ساری رات اپنے نفس کے لیے عمل کیا اور نوافل پڑھے اور میں نے تمام رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے لیے عمل کیا اور کتاب اللہ سے استنباط کرتا رہا، اس رات میں نے ہزار سے سے زیادہ مسائل کا استخراج کیا اور امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ: یہ سُن کر میں نے اپنی شب بیداری پر امام محمد کی شب بیداری کو ترجیح دی۔ (مناقب کردری، جلد ۲ ص ۱۹۹)

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت امام محمد بن اسماعیل بخاری علیہ الرحمہ علمی وجاہت اور فقہی متانت کے باوجود بے حد عبادت گزار اور شب بیدار تھے کثرت سے نوافل پڑھتے اور روزے رکھتے تھے۔ رمضان شریف میں ہر روز ایک قرآن شریف کا ختم کرتے روزانہ نصف شب کو اُٹھ کر قرآن کریم کے دس پاروں کی تلاوت کرتے تھے تراویح میں ختم قرآن کرتے تھے۔ ابو بکر بن میر کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ محمد بن اسماعیل نمانہ پڑھ رہے تھے کہ نماز کے بعد انہوں نے قمیض کا دامن اٹھایا اور اپنے شاگرد سے کہا: ذرا دیکھنا میری قمیض کے نیچے کیا ہے؟ شاگرد نے دیکھا کہ ان کی قمیض کے نیچے زنبور تھی، جس نے ان کے بدن پر پندرہ سولہ جگہ ڈنک لگایا ہوا تھا، جس کی وجہ سے آپ کا بدن جگہ جگہ سے سوجھ گیا تھا۔ ابن منیر نے پوچھا: جب آپ کو زنبور نے پہلی مرتبہ کاٹا تو اس وقت آپ نے نماز کیوں نہیں توڑی۔ آپ نے فرمایا: میں قرآن کریم کی جس آیت کی تلاوت کر رہا تھا، اس میں اتنا ذوق وشوق پا رہا تھا کہ میرا اس وقت اس وقت اس تکلیف کی طرف متوجہ نہ ہو سکا۔ (تذکرۃ المحدثین ص ن)

لزائذِ دنیا و یہ اور عیش وعشرت سے امام بخاری کوسوں دور تھے طلب علم میں بسا اوقات انہوں نے سوکھی ہوئی گھاس کھا کہ بھی وقت گزارا ہے ایک دن میں عام طور پر صرف دو یا تین بادام کھایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ بیمار پڑ گئے اطباء نے بتایا کہ سوکھی روٹی کھا کھا کر ان کی انتڑیاں سوکھ چکی ہیں، اس وقت امام بخاری نے بتایا کہ: وہ چالیس سال سے خشک روٹی کھا رہے ہیں، اس طویل عرصہ میں سالن کو بالکل ہاتھ نہیں لگایا''۔

(تذکرۃ المحدثین مت)

ام بخاری تقوی اور پرہیز گاری میں بھی بے مثال تھے اور خشیتِ الٰہی ان کے دل میں راسخ ہو چکی تھی۔ آپ غیبت سے پرہیز کرتے تھے اور لوگوں کے حقوق کا پورا خیال کرتے تھے انہیں تیر اندازی کا بے حد شوق تھا۔ ایک مرتبہ ان کا تیر نہر کے پل پر لگا اور اس کی کیل خراب ہو گئی۔ امام بخاری بے حد پریشان ہوئے اور پل کے مالک حمید بن اخضر کے پاس پیغام بھیجا کہ یا ہم کو کیل بدلنے کی اجازت دو یا کیل کی قیمت لے لو اور ہماری غلطی معاف کر دو۔ حمید بن اخضر نے سلام بھیجا اور کہا کہ: اے ابو عبد اللہ! میں صرف یہ کیل نہیں بلکہ اپنی تمام املاک تمہارے تصرف میں دیتا ہوں جس طرح چاہو ان میں تصرف کرو۔ امام بخاری نے جب یہ جواب سنا تو ان کا چہرہ کھل اُٹھا اس خوشی میں انہوں نے احادیث بیان کیں اور تین سو درہم صدقے کر دیتے۔ (تذکرۃ المحدثین ع ۱۸۲)...... (بقیہ ص: ۴۴)

https:.//www.ashrafia.net

عرفانِ شریعت

فقہی سوالات کے جوابات

ماہِ ربیع الآخر کے مسائل

گیارہویں
ایصالِ ثواب نذرونیاز

حضرت علامہ مفتی سعید احمد اشرفی دامت برکاتہم العالیہ

سوال: گیارہویں منانے کا شرعی حکم واضح کریں؟

جواب: شرعی حکم سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ گیارہویں کیا ہے۔ گیارہویں اور بیع الآخر کی گیارہ تاریخ کو کہتے ہیں کہ جس دن حضرت سیدنا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کا وصال مبارک ہوا۔ اس دن کو امت کا ایک کثیر حصہ آپ علیہ الرحمہ کا ذکر کرکے اور آپ کے لیے ایصالِ ثواب کا اہتمام کر کے مناتا ہے اور اسے ہی گیارہویں کہتے ہیں اور یہ جائز اور مستحب امر ہے

سوال: بزرگان دین کے عرس کیوں منائے جاتے ہیں؟

جواب: اس بات سے سب واقف ہیں کہ جب تک کسی کا ذکر نہ کیا جائے اس کی ذات، اس کا کردار، اس کی شخصیت اور تعلیمات بھلا دی جاتی ہیں، اس کی مثال ہم میں سے ہر ایک کا گھرانہ ہے کہ ہمارے گھروں میں ہمارے دادا پر دادا کا تذکرہ نہیں ہوتا تو ہماری اولاد کو اپنے دادا پر دادا کے نام تک معلوم نہیں ہوتے، گویا کہ کسی بھی شخصیت کے افکار و تعلیمات کو زندہ رکھنے کے لیے ان کے تذکرے کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر سال بزرگانِ دین کے وصال کے دن ان کا ذکر کیا جاتا ہے تاکہ نئی نسل ان کی شخصیت اور ان کی تعلیمات سے واقف رہے اور ان جیسے اعمال اپنانے کا جذبہ ان کے دل میں پیدا ہو سکے دوسری وجہ یہ ہے کہ اللہ نے اپنے محبوب بندوں کا ذکر قرآن مجید میں بارہا کیا ہے، گویا کہ ہم بزرگانِ دین کے عرس مناکر ان کا جو تذکرہ کرتے ہیں سنت الٰہی پر عمل کرتے ہیں اور اللہ کی بارگاہ سے اجر و ثواب کی امید رکھتے ہیں۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ اللہ کے محبوب بندوں کے اسماء مبارکہ بھی بڑے بابرکت ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت ان اولیاء کرام کے اسماء مبارکہ کا تذکرہ حصولِ برکت کے لئے کرتی ہے۔

سوال: نذرونیاز کرنے کا شرعی حکم واضح کریں؟

جواب: نذرونیاز درحقیقت ایصالِ ثواب ہے اور ایصالِ ثواب کرنا نہ صرف مسلمانوں کا متفقہ عمل ہے بلکہ کثیر احادیث طیبہ سے بھی ثابت ہے۔

سوال: کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھنا کہاں سے ثابت ہے؟

جواب: کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھنا بالکل جائز امر ہے، اسے بدعت قرار دینا خود ایک بدعت اور گمراہی ہے۔ صحیح

https:.//www.ashrafia.net

بخاری میں روایت میں جو موجود ہے کہ حضور ﷺ کے سامنے کھانا رکھا گیا، ام سلیم رضی اللہ عنہا نے بھیجا تھا، حضور ﷺ نے کھانا سامنے رکھ کے کچھ پڑھنا شروع کیا اور ساتھ ہی یہ روایت میں ملتی ہے کہ جو کھانا لائے تھے، حضور ﷺ نے ان سے فرمایا کہ: صحابہ کرام کو بلا لائیں اور وہ تھوڑا سا کھانا فاتحہ سے کثیر صحابہ کرام کو کفایت کر گیا۔ حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ کے حوالے سے یہ روایت ملتی ہے کہ آپ ہر سال حضور ﷺ کی میلاد شریف کے لیے کچھ نہ کچھ کھانے پر فاتحہ پڑھتے تھے ایک بار زیادہ اسباب نہ ہونے کی وجہ سے چنوں پر فاتحہ دی تو خواب دیکھا کہ حضور ﷺ ان چنوں کو تناول فرما رہے ہیں۔

اسی طرح مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے حوالے سے یہ روایت ملتی ہے کہ آپ کھانے پر فاتحہ دیا کرتے تھے اور آل واحباب کے ساتھ مخصوص کرتے تھے۔ ایک خواب میں حضور ﷺ کو دیکھا کہ فقیر سلام عرض کرتا ہے اور حضور ﷺ توجہ نہیں فرماتے اور چہرے اقدس دوسری طرح پھیرے ہوئے ہیں اسی دوران فقیر سے یہ فرماتے ہیں: ''میں کھانا عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر کھاتا ہوں، جو مجھے کھانا بھیجے عائشہ کے گھر بھیجے''۔

اسی وقت فقیر نے سمجھا کہ حضور ﷺ کے عدم توجہ کا سبب یہ تھا کہ فقیر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اس کھانے میں شریک نہیں کرتا تھا، اس کے بعد سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بلکہ تمام ازواجِ مطہرات کو جو سب کے سب اہل بیت ہیں، شریک کرتا تھا اور تمام اہل بیت کے ساتھ توسل کرتا تھا۔

سوال: ایصالِ ثواب کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: ایصالِ ثواب درحقیقت کسی چیز یا کسی عمل کا ثواب اپنے مرحومین کو پہنچانے کو کہتے ہیں اور یہ احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ جو لوگ اس دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں ان کے لیے دعا بھی کی جاسکتی ہے اور ان کو اعمال ہدیہ بھی کیے جاسکتے ہیں، خواہ پڑھ کر بخشا جائے یا خیرات اور حسنات بخشے جائیں۔ میت کے لیے نماز جنازہ اور دیگر مواقع پر دعا کرنا تو قرآن وحدیث کی بہت سے نصوص سے ثابت ہے، اعمال کا ایصالِ ثواب بھی کئی صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

وعن سعد بن عبادة قال: يارسول الله ان أم سعد ماتت فاى الصدقة أفضل؟ قال: "الماء" فحفر بئرا وقال: هذه لأم سعد.

(رواہ أبوداود والنسائی)

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے، ان کے لیے کیا صدقہ افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پانی''، انہوں نے ایک کنواں کھدوایا اور فرمایا کہ: ''یہ سعد کی والدہ'' کے لیے ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ج:۱، ص:۵۰۹)

اس حدیث میں آپ ﷺ نے پانی کے صدقہ کا ثواب پہنچانے کا امر فرمایا، معلوم ہوا کہ صدقے کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی علیہ السلام سے پوچھا: میرے والد کا انتقال ہو گیا ہے اور

https:.//www.ashrafia.net

انہوں نے اپنے پیچھے مال چھوڑا ہے لیکن کوئی وصیت نہیں کی۔ اگر میں ان کی جانب سے صدقہ خیرات کردوں، کیا ان کے گناہوں کے لیے معافی کا ذریعہ ہو جائے گا؟ فرمایا: ہاں! تمہارے صدقات سے ان کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا۔

(صحیح مسلم، ج:۳، ص:۱۲۵۴)

سوال: کیا رسول اللہ ﷺ نے کسی کا وسیلہ پیش کیا؟

جواب: جی ہاں! رسول اللہ ﷺ نے بھی وسیلہ پیش کیا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ کا جب انتقال ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی مغفرت کے لیے جب دعا فرمائی تو گزشتہ انبیاء کا وسیلہ پیش کر کے اللہ کی بارگاہ میں ان کی مغفرت کی دعا فرمائی۔

(معجم الاوسط للطبرانی، ج:۱، ص:۱۵۳-۱۵۲)

رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک نابینا شخص آیا اور اس نے اپنی تکلیف کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے اِسے اہتمام سے وضو کر کے دو رکعت پڑھنے کے ساتھ اپنے وسیلے سے دعا کرنے کے الفاظ تلقین فرمائے، چناں چہ اسی مجلس میں اس کی بینائی لوٹ آئی۔ (جامع ترمذی، معجم کبیر للطبرانی)

سوال: اولیاء کرام کی کرامات جو بیان کی جاتی ہیں ان کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے اولیاء کی کرامات حق ہیں اور ان کا منکر گمراہ و بددین ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے خود سورہ نمل میں اپنے ایک ولی کی کرامت کا ذکر فرمایا، جن کا نام آصف بن برخیا ہے اور جو ملکہ بلقیس کا تخت پلک جھپکنے کی دیر میں لے آئے تھے۔ اس کے علاوہ اصحاب کہف کا ایک طویل عرصہ تک غار میں آرام فرمانا بھی کرامت ہے، جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورہ کہف میں فرمایا۔ لہٰذا کرامات کے انکار کے حوالے سے ہمیں محتاط رہنا چاہیے۔

سوال: کہا جاتا ہے کہ: ''کیمروں نے بزرگوں کی کرامتوں کو بند کر دیا ہے'' اس کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: یہ بات کہنا خود ایک بدعقیدگی، کم عقلی اور اسلامی تعلیمات سے جہالت کا منہ بولتا ثبوت ہے کیونکہ اگر کیمرے کی آنکھ اتنی ہی معتبر ہوتی یا ہر طرح سے ضروری اور سند کی حیثیت رکھتی ہے تو رسول اللہ ﷺ کے معجزات کے متعلق کیا کہیں گے کہ جنہیں کسی کیمرے نے نہیں دیکھا، یونہی ہر چیز مشکوک ہوتی چلی جائے گی، یہاں تک کہ نزول قرآن جو کہ خود ایک معجزہ ہے، اللہ کی ذات کہ جسے کسی نے نہیں دیکھا، عرش و کرسی کہ کسی کیمرے کی آنکھ میں قید نہ ہوئے، فرشتے اور جنّ کہ جنہیں بجز انبیاء کے کوئی بشر ان کی حقیقی شکل میں نہ دیکھ سکا۔

رہی بات یہ کہ آج کیوں کرامات منظر عام پر نہیں آتیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ کرامات آج بھی وجود میں آتی ہیں، دیکھنے والے آج بھی موجود ہیں لیکن کم عقل اسے آج بھی شعبدہ بازی سمجھتے اور کہتے ہیں، اور عقل سلیم رکھنے والے ان کرامات کے ذریعے آج بھی اولیاء کرام سے محبت کا دم بھرتے ہیں۔ بات صرف اعتقاد کی ہے ورنہ چاند کے دو ٹکڑے ہوتے ابوجہل نے بھی دیکھے تھے مگر شعبدہ بازی کہہ کر ایمان سے محروم رہ گیا

https:.//www.ashrafia.net

خواتین کا صفحہ

سیدہ بنت حکیم سید اشرف جیلانی

- جانِ کونین ﷺ کی پھوپھی صاحبہ حضرت اُمِ حکیم بیضاء رضی اللہ عنہا
- جانِ کونین ﷺ کی پھوپھی صاحبہ حضرت اُم حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا
- جانِ کونین ﷺ کی چچازاد بہن حضرت ضباعہ رضی اللہ عنہا بنت زبیر
- جانِ کونین ﷺ کی حقیقی چچازاد بہن حضرت اُم حکیم رضی اللہ عنہا بنت زبیر

حضرت اُمِ حکیم بیضاء رضی اللہ عنہا:

یہ حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقی پھوپھی تھیں۔ جانِ کونین ﷺ کے والد حضرت عبد اللہ، حضرت ابو طالب اور حضرت زبیر کی حقیقی بہن تھیں (یعنی یہ سب ایک ہی والدہ کے بطن سے تھے)

ولادت:

یہ مکہ معظمہ میں پیدا ہوئیں۔

نکاح:

ان کا نکاح کریز بن ربیعہ بن حبیب سے ہوا۔

اولاد:

ایک بیٹا عامر رضی اللہ عنہ اور بیٹی اروی تھی۔

پوتا:

حضرت عبد اللہ بن عامر رضی اللہ عنہما تھے۔ یہ دونوں باپ بیٹے صحابیٔ رسول ﷺ کی سعادت سے مشرف ہوئے۔ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں خراساں کے حاکم بنائے گئے۔ حضرت اُمِ حکیم رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی اروی حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں، اس لحاظ سے حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی حقیقی پھوپھی کے نواسے تھے۔ (زرقانی)

حضرت اُمِ حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا:

یہ وہ مقدس ہستی ہیں جن کو کئی رشتوں کی نسبت نے اُمت کی خواتین میں ممتاز کر دیا تھا۔

مقدس نسبتیں:

۱) جانِ کونین ﷺ کی صحابیہ

۲) جانِ کونین ﷺ پھوپھی زاد بہن

۳) جانِ کونین ﷺ سالی اُم۔۔۔۔۔ زینب بن جحش کی بہن

ولادت:

مکہ معظمہ میں جانِ کونین ﷺ کی پھوپھی اُمیمہ بنت عبد المطلب کے گھر پیدا ہوئیں۔ آپ کے تمام بہن بھائی مقامِ صحابیت سے سرفراز ہوئے۔ آپ کی بہن اُم المؤمنین حضرت سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا تھیں۔ آپ کے بھائی حضرت عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ جنہوں نے غزوۂ اُحد میں بڑی بہادری سے جہاد کیا اور جامِ شہادت نوش کیا۔ سید الشہداء حضرت سیدنا امیر حمزہ

https:.//www.ashrafia.net

رضی اللہ عنہ کے پہلو جبلِ اُحد کے دامن میں دفن ہوئے۔

قرونِ اولیٰ (ابتدائی مسلمانوں) میں آپ کا اور آپ کے خاندان کا ذکر آتا ہے۔اس دور کے مصائب اور آلام کو جھیلتی رہیں۔

ہجرتِ مدینہ:

جانِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر مدینہ طیبہ (یثرب) ہجرت فرما گئیں

نکاح:

آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح مشہور صحابی (اصحابِ عشرہ مبشرہ) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے ہوا۔

وصال:

مدینہ طیبہ میں ہی غالباً وفات فرمائی۔ اس سے زیادہ حالات کتابوں میں نہیں ملتے۔

حضرت ضباعہ رضی اللہ عنہا بنت زبیر:

آپ رضی اللہ عنہا جانِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زبیر بن عبدالمطلب کی صاحبزادی تھیں۔

ولادت:

ان کی ولادت مکہ معظمہ میں ہوئی۔

نکاح:

ان کا نکاح حضرت مقداد رضی اللہ عنہ بن عمرو الاسی سے ہوا۔

دلچسپ روایت:

حافظ ابن حجر "الاصابہ" میں یہ دلچسپ روایت بیان کرتے ہیں کہ ایک حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف) نے حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ: مقداد! تم شادی کیوں نہیں کرتے؟ آپ انتہائی صاف گوئی سے فرمایا: تم اپنی لڑکی سے میرا نکاح کر دو! اس پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بہت ناراض ہوئے اور مقداد رضی اللہ عنہ کو بہت کچھ کہا مقداد نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی شکایت بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں کی۔ جانِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر کوئی تمہیں اپنی بیٹی نکاح میں نہیں دیتا تو نہ سہی، میں اپنی چچازاد بہن ضباعہ سے تمہارا نکاح کرا دیتا ہوں"۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ضباعہ بنت زبیر کا نکاح مقداد رضی اللہ عنہ سے کرا دیا

اولاد:

ان کی ایک صاحبزادہ کریمہ تھیں، یہ بھی شرفِ صحابیت سے مشرف ہوئیں۔ (اس سے زیادہ ان کے حالات نہیں ملتے)

حضرت اُمِ حکیم رضی اللہ عنہا بنت زبیر:

یہ جانِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا زبیر بن عبدالمطلب کی صاحبزادی ہونے کی وجہ سے حقیقی چچازاد بہن تھیں۔

ولادت:

ان کی ولادت مکہ معظمہ میں ہوئی۔ مشہور صحابی حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ آپ کے بھائی تھے۔ جو جنگِ اجنادین میں جامِ شہادت نوش فرما گئے۔ جانِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم ان بہن بھائیوں سے بہت محبت فرماتے تھے۔

ابن سعد نے لکھا ہے کہ ان کو خیبر کی کھجوروں سے تیس وسق کھجوریں عطا فرمائیں۔ ان کی شادی ہوئی یا نہیں؟ کہاں وصال فرمایا؟ اس بارے میں کوئی مصدقہ حالات نہیں ملے۔

https:.//www.ashrafia.net

سیب ایک مقوی غذا

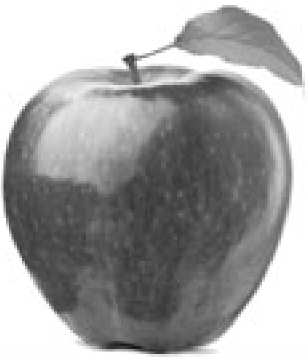

ابوالحسین حکیم سید اشرف جیلانی

سیب کو مقوی غذا اور پھل کی صورت میں اس وقت سے استعمال کیا جا رہا ہے جب سے انسان کو شعور حاصل ہوا۔ اس پھل کی دریافت بہت پہلے ہوگئی تھی۔ چنانچہ ہر مذہبی کتب میں اس کا ذکر ملتا ہے۔ پاکستان میں یہ پھل بہت کثرت سے دستیاب ہے۔ **”سیب کھایئے اور ڈاکٹر کو دور بھگایئے“** در حقیقت اس پھل میں انسانی جسم کو پہنچنے والے ضروری اجزاء کی وافر مقدار موجود ہے، جو نہ صرف جسم کے لیے ضروری ہیں بلکہ ان سے مختلف امراض کا علاج کیا جا سکتا ہے۔

جدید تحقیق:

سیب کی افادیت کو دیکھتے ہوئے اس پر مسلسل تحقیقات کا سلسلہ جاری ہے۔ اس کے کیمیاوی تجزیئے سے جن اجزاء کا علم ہوا وہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۰۰ گرام سیب کے گودے میں پروٹین: ۳، اجزاء: ۴، چونا: ۶، فاسفورس: ۶۰، اور تانبا: ۱، اور غذائی طاقت ۶۴ حرارت ہوتے ہیں۔ ایک تازہ سیب میں ۸۴ فیصد پانی ہوتا ہے۔ سیب میں فاسفورس کی مقدار تمام پھلوں میں سب سے زیادہ ہوتی ہے۔ فاسفورس ہمارے جسم کے لیے بہت ضروری چیز ہے۔ یہ ہڈیوں اور دانتوں کی مضبوطی میں کام آتا ہے۔ سیب کے اندر موجود ریشے جنہیں ”پیکٹن“ کہا جاتا ہے، آسانی سے جسم میں گھل جاتا ہے اور اس طرح یہ پانی کی مقدار کو جسم میں بنائے رکھتے ہیں۔

بعض لوگ سیب کھاتے وقت اس کے چھلکے کو بیکار سمجھ کر پھینک دیتے ہیں اور گودا کھا لیتے ہیں، ایسے لوگ بہت غلطی کرتے ہیں کیونکہ ان کے چھلکوں میں وٹامن ”سی“ اچھی مقدار میں موجود ہوتا ہے، یہ بھی ہڈیوں اور دانتوں کی مضبوطی کے لیے ضروری ہے۔

آیئے دیکھیں کہ سیب کے کیا فائدے ہیں اور کن امراض میں اس کو استعمال کیا جا سکتا ہے۔

مقوّیِ دماغ:

بادام اور اخروٹ کے علاوہ سیب بھی ایک بہترین مقوی دماغ پھل ہے، جن لوگوں کو ضعف دماغ کی شکایت ہو وہ کھانا کھانے سے دس منٹ قبل ایک یا دو سیب کا استعمال کر کے

https:.//www.ashrafia.net

مرض کو دور کر سکتے ہیں۔

مفرح و مقوی قلب و جگر کا معدہ:

سیب اپنے مخصوص فائدے سے دل و دماغ، جگر اور معدہ کو تقویت بخشتا ہے، اس مقصد کے لیے مربہ سیب کا استعمال کیا جاتا ہے۔

مشتہی صعام:

جن لوگوں کو غذا میں رغبت کم ہو جائے اور ان کی طبیعت کھانے کی طرف مائل نہ ہو تو وہ روزانہ ایک ترش سیب کا رس مصری شامل کر کے استعمال کریں۔ فائدہ ہوگا لیکن ساتھ ہی بھوک پر کنٹرول رکھتا ہے اور بسا خوری سے دور رکھتا ہے کیونکہ اس میں پائے جانے والے ریشے پانی کو بدن میں روکے رہتے ہیں۔ جس سے بھوک کا زیادہ احساس نہیں ہو پاتا اور مریض خواہش کے مطابق کھاتا ہے۔

اسہال اور سنگرہنی:

سیب کو پرانے دست اور سنگرہنی کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے کیونکہ اس کا رس بہترین تعفن ہوتا ہے، جو کہ معدے اور آنتوں میں جمع زہریلے مادوں کو جسم سے باہر نکالنے میں معاون ہوتا ہے۔

بے خوابی:

بے خوابی کو دور کرنے کے لیے میٹھے سیب کا تین چھٹانک رس نکال کر اس میں تین ماشے بہی دانہ پوٹلی باندھ کر جوش دیں اور ٹھنڈا ہونے کے بعد ایک سے ڈیڑھ ہفتہ تک استعمال کرنے سے بالآخر یہ مرض ختم ہو جاتا ہے۔

مرگی یا صرع:

مرگی ایک پیچیدہ مرض ہے، اس کے لیے انجیر اور انار ترش کے علاوہ سیب کو بھی فائدہ مند بتایا گیا ہے۔

خون میں شکر کم کرتا ہے:

سیب کی ایک خاصیت یہ بھی ہے کہ کھانے سے خون کی شکر کم ہو جاتی ہے جب کہ بعض پھلوں کے کھانے سے بڑھ جاتی ہے۔

سیب کا باقاعدگی سے استعمال جسم کو بہترین تغذیہ فراہم کرتا ہے۔

اٹھارہ پارے حفظ

حضور غوثِ اعظم قدس سرہ پانچ برس کی عمر میں جب پہلی بار بِسۡمِ اللہ خوانی کی رسم کے لیے کسی بزرگ کے پاس بیٹھے تو اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ اور بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ پڑھ کر سورۃ الفاتحہ اور الٓمّٓ سے لے کر اٹھارہ پارے پڑھ کر سنا دیئے۔ اُن بزرگ نے پوچھا: بیٹے اور پڑھیے۔ فرمایا: بس مجھے اِتنا ہی یاد ہے، کیونکہ میری والدہ کو بھی اِتنا ہی یاد تھا، جب میں اپنی ماں کے پیٹ میں تھا، اُس وقت وہ پڑھا کرتی تھیں، میں نے سُن کر یاد کر لیا تھا۔

(الحقائق فی الحدائق، ج:۱، ص:۱۴۰، بتغیر قلیل)

https:.//www.ashrafia.net

تبصرہ

حضرت غوثِ الاعظم رضی اللہ عنہ کا علمی مقام

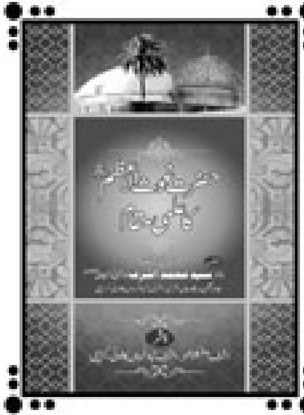

ریسرچ اسکالر: سید محمد اظہار اشرف جیلانی

کتاب: ''حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا علمی مقام''

مؤلف: حضرت فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی

ناشر: اشرف پبلیکیشنز کراچی

تبصرہ:

مختلف ادوار میں بہت سے محققین حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی حسنی والحسنی رضی اللہ تعالی عنہ کی سیرت مبارکہ پر مختلف انداز سے تحقیق کرتے رہے ہیں۔ حضرت فخر المشائخ ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے اسی سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے اپنے منفرد انداز میں مقالہ **''حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی حسنی حسینی رضی اللہ تعالی عنہ کا علمی مقام''** تحریر فرمایا، جو ایک کتاب کی صورت میں چھپ چکا ہے۔ اس کتاب میں مؤلف نے حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی علمی خدمات، ان کی تعلیمات اور ان کے اثرات پر جامع تحقیق کی ہے، جو اس کتاب کو اس موضوع پر لکھی گئی دیگر کتب سے ممتاز کرتی ہے۔ آپ کی یہ تصنیف ایک اہم علمی کاوش ہے جو حضرت غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی اور روحانی شخصیت کو نمایاں کرتی ہے۔ کتاب کی ابتداً حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی سیرت مبارکہ کے مختلف تعارف سے ہوتی ہے، جس میں مؤلف نے آپ کے تحصیل علم کے حالات اور آپ کے اساتذہ کے نام کو ذکر کیا ہے۔ پھر آپ کی علمی زندگی کی ابتدا، وعظ و نصیحت، خدمت دین اور آپ کی اولاد امجد کا ذکر بڑے اچھے انداز سے پیش کیا ہے، مؤلف نے حضرت غوث اعظم قدس سرہ کے علمی مقام کی وضاحت کرتے ہوئے نہ صرف ان کی تصنیفات کا تفصیل سے تجزیہ کیا ہے بلکہ ان کے علمی اثرات اور فکری بصیرت کو بھی اجاگر کیا ہے۔ فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی کی تحریر میں تحقیقی گہرائی اور تنقیدی بصیرت کا واضح مظاہرہ ملتا ہے۔ انہوں نے حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے علمی مقام کا تجزیہ کرتے ہوئے ان کے نظریات کو موجودہ دور کی علمی اور تحقیقی روایات کے تناظر میں پیش کیا ہے۔ یہ کتاب اس لحاظ سے بھی اہم ہے کہ اس میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی تعلیمات کو عصری تحقیق اور تنقید کی روشنی میں پیش کیا ہے، جس سے ان کے علمی مقام کو جدید دور کے قارئین

کے لیے سمجھنا بہت آسان ہو جاتا ہے۔ کتاب کی سب سے بڑی خصوصیت اندازِ تحریر اور اس کا علمی و تحقیقی پہلو ہے، جو اسے محققین، طلباء اور اہل علم کے لیے ایک قیمتی ماخذ بناتا ہے۔ ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی کی جامع اور متوازن تحقیق نے کتاب کو اس موضوع پر ایک مستند اور معتبر حوالہ بنا دیا ہے۔

خلاصہ:

"حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا علمی مقام" ایک گہرائی سے تحقیق کردہ کتاب ہے، جو حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی علمی خدمات اور تعلیمات پر روشنی ڈالتی ہے۔ ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی کی یہ تصنیف اس موضوع پر ایک قیمتی علمی اضافہ ہے، جو علم و تحقیق کے شائقین کے لیے ایک مفید اور معلومات حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

اسیروں کے مشکل کشاء غوث اعظم نور اللہ مرقدہٗ

اسیروں کے مشکل کشاء غوثِ اعظم
فقیروں کے حاجت روا غوثِ اعظم
گھرا ہے بلاؤں میں بندہ تمہارا
مدد کے لیے آؤ یا غوثِ اعظم
زمانے کے دُکھ دَرد کی رَنج و غم کی
ترے ہاتھ میں ہے دَوا غوثِ اعظم
کہے کس سے جا کر حسنؔ اپنے دل کی
سنے کون تیرے سوا غوثِ اعظم

بقیہ "محدثین کرام کا تقویٰ و پرہیز گاری"

حضرت امام نسائی علیہ الرحمہ:

حضرت امام ابو عبدالرحمن احمد بن شعیب بن علی بن بحرین سنان بن دینار نسائی متوفی ۳۰۳ھ بے حد عبادت گزار اور شب بیدار رہتے تھے۔ ایک دن روزہ اور ایک دن افطار صوم داؤدی کے طریقے کو اپنایا ہوا تھا۔ طبیعت اور مزاج میں حد درجہ استغناء تھا، اس لیے حکام کی مجلس سے ہمیشہ احتراز کرتے تھے۔ عبادات میں امام نسائی کی کثرت کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ حافظ محمد بن مظفر اپنے مشائخ سے روایت کرتے ہیں کہ امام نسائی دن کے وقت امیر مصر کے ساتھ جہاد کرنے، رات ساری عبادت میں گزار دیتے تھے، طبعاً فیاض تھے اور مسلمان قیدیوں کو فدیہ دے کر چھڑایا کرتے تھے۔ انہوں نے اپنی ساری زندگی اسوۂ رسول ﷺ کو اپنانے اور اخلاق صالحین میں گزاری یہاں تک کہ دمشق میں خوارج کے ہاتھوں جام شہادت نوش کیا۔

(امام ابو عبداللہ ذہبی متوفی ۷۴۸ھ۔ تذکرۃ الحفاظ ۲ جلد)

محدثین کرام کے ان مستند حالات و واقعات کی روشنی میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ نفوس قدسیہ جہاں علم و فضل میں بے مثال تھے وہاں تقوی و پرہیز گاری میں بھی اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے محدثین کرام کا یہ عمل عصر حاضر کے محدثین کے لئے قابل تقلید ہے اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

https://www.ashrafia.net

مکہ مکرمہ میں قیام رہا اس کے بعد مدینہ منورہ حضور رحمتِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ اس موقع پر صاحبزادہ حافظ سید حسین اشرف جیلانی کی تقریبِ نکاح کو مدینہ منورہ کی پُرنور فضاؤں میں منعقد کیا گیا۔ حضور زینت المشائخ مدظلہ العالی نے خطبۂ نکاح پڑھا اور مسجدِ نبوی میں نکاح پڑھایا۔ اس کے بعد ہوٹل کے ہال میں محفلِ میلاد منعقد کی گئی۔ جس میں جناب محمود الحسن اشرفی ، صاحبزادہ سید حسین اشرف جیلانی ، صاحبزادہ سید مجتبیٰ اشرف جیلانی و دیگر نے بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں ہدیۂ نعت پیش کیا۔ جناب محمود الحسین اشرفی نے آخر میں دعائیہ سحرے کے اشعار پیش فرمائے۔ حضور زینت المشائخ مدظلہ العالی نے اس موقع پر تمام حاضرین محفل کا شکریہ ادا کیا۔ اس محفل میں حضرت مولانا ابو القاسم ضیائی مدظلہ العالی، مفتیٔ اہلسنت مفتی محمد اسمٰعیل نورانی مدظلہ العالی و دیگر مدینہ منورہ کے ساکنین نے شرکت فرمائی۔ محفل کے اختتام پر مخدوم زادہ سید مکرم اشرف جیلانی نے صلوٰۃ و سلام کا نذرانہ پیش کیا بعد ازاں حضور زینت المشائخ مدظلہ العالی نے سب کے لیے خصوصی دعا فرمائی اور لنگرِ اشرفیہ کا اہتمام کیا گیا۔

ہم ادارہ الاشرف کی جانب سے حضور زینت المشائخ ابو الحسین حکیم سید اشرف جیلانی مدظلہ العالی اور نور المشائخ ابو المجتبیٰ سید مصطفیٰ اشرف جیلانی مدظلہ العالی کو ادائیگی عمرہ اور تقریبِ نکاح کی مبارک باد پیش کرتے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ دونوں خاندانوں میں خلوصِ محبت پیدا فرمائے اور حاسدین کی نظروں سے محفوظ فرمائے۔ آمین

ختمِ نبوت... گولڈن جوبلی:

۱۸ راگست بروز اتوار صبح ۱۱ سے دوپہر ایک بجے کے درمیان **"جلسہ ختمِ نبوت بسلسلہ ۵۰ سالہ گولڈن جوبلی"** منعقد کیا گیا۔ جس کی صدارت زینت الفقہاء حضرت علامہ مفتی محمد جان نعیمی مدظلہ العالی نے فرمائی۔ خصوصی خطاب حضرت فخر المشائخ ابو المکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں **"مسئلۂ ختمِ نبوت کی اہمیت"** کو اُجاگر کیا اور ساتھ ہی اہلسنت کو درپیش مسائل اور فتنۂ قادیانیت کا خصوصی طور پر عوام اہلسنت کو یہ بات باور کرائی کہ: **"ہمیں ہر ممکن کوشش کر کے اس فتنے کی سرکوبی کرنی ہے اور پرچمِ ختمِ نبوت کو بلند کرنا ہے"۔**

حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی کا دورۂ پنجاب اور عرسِ داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمہ:

۲۱ راگست بروز بدھ بعد نمازِ فجر حضرت فخر المشائخ ابو المکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی آپ کے داماد صاحبزادہ سید اظہار اشرف جیلانی اور مریدین جن میں جناب محمد ظفر اشرفی، محمد مظفر اشرفی، محمد شجاعت اشرفی، محمد مصطفیٰ اشرفی، سید طاہر علی اشرفی و دیگر کے ہمراہ لاہور کے لیے روانہ ہوئے۔ تقریباً ۱۳ سے ۱۴ گھنٹے کا سفر طے کر کے آپ عشاء کے بعد داتا کی نگری لاہور پہنچے۔ یہاں پر مریدین و معتقدین کے آپ کا استقبال فرمایا۔

https:.//www.ashrafia.net

تقریباً ایک ہفتہ آپ نے لاہور میں قیام فرمایا۔ روزانہ بعد نمازِ ظہر تا بعد نمازِ مغرب مریدین و معتقدین سے ملاقات فرمائی۔ مختلف محافل مبارکہ میں شرکت کی اور مریدین و معتقدین کی تربیت فرمائی اور ساتھ ہی ساتھ خصوصی طور پر حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمہ کے عرس میں شرکت کی، تمام مریدین و معتقدین نے بعد نمازِ فجر حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی کے ہمراہ مزارِ مبارک پر حاضری دی اور فاتحہ خوانی کی۔

سالانہ عرس مبارک:

۲۵ ؍اگست بروز اتوار سالانہ عرس مبارک کی محفل ٹمبر مارکیٹ میں منعقد کی گئی۔ جہاں بعد نمازِ عصر ختمِ خواجگان، نعتِ رسولِ مقبول ﷺ کا نذرانہ پیش کیا گیا اور حضرت فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے خصوصی خطاب فرمایا۔ خطاب سے قبل صاحبزادہ سید ذیشان اشرف جیلانی، صاحبزادہ سید حسنین اشرف جیلانی اور صاحبزادہ سید اظہار اشرف جیلانی نے نعتِ رسولِ مقبول ﷺ اور مناقب کا نذرانہ پیش کیا۔ حضرت فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے **"حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمہ اور تعلیماتِ داتا گنج بخش"** پر گفتگو فرمائی۔ خطاب کے بعد ختم شریف پڑھا گیا اور لنگر کا اہتمام ہوا۔

مزاراتِ اولیاء پر حاضری:

۲۷ ؍اگست بروز منگل کو آپ نے شہر لاہور کے بزرگانِ دین اولیائے کاملین کی بارگاہ میں حاضری دی۔ جن میں حضور سیدنا شاہ جمال علیہ الرحمہ اور حضور سیدنا میاں میر علیہ الرحمہ کے مزار مبارک شامل ہیں۔

۲۸ ؍اگست بروز بدھ بعد نمازِ فجر صبح ۸ بجے کی فلائٹ سے کراچی کے لیے روانہ ہوئے اور تقریباً ڈیڑھ سے دو گھنٹے کا سفر طے کر کے شہر کراچی پہنچے۔

یوں آٹھ روزہ دورۂ پنجاب مکمل ہوا۔

سالانہ امام حسن رضی اللہ عنہ کانفرنس:

۷ ؍ستمبر بروز بدھ بعد نمازِ عشاء بسم اللہ مسجد، کھارادر میں خلیفۂ راشد حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کی ولادت کے موقع پر سالانہ امامِ حسن رضی اللہ عنہ کانفرس کا انعقاد ہوا۔ جس سے خصوصی خطاب مخدوم زادہ سید مکرم اشرف جیلانی نے فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب، سیرت و صورت، اخلاقِ حسنہ پر گفتگو فرمائی اور عوامِ اہلسنت سے فرمایا کہ: "آج ہمیں اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم جگر گوشۂ رسول، جانشینِ علی خیبر شکن، خاتونِ جنت کے دل کے دلارے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی سیرت وطیبہ پر عمل کرنے والے بن جائیں۔ ان جیسا اخلاق و کردار بنانے کی کوشش کریں تا کہ دنیا و آخرت میں کامیابی حاصل ہو سکے"۔ آخر میں خصوصی دعا ہوئی اور لنگر کا اہتمام ہوا۔

محفل میلاد مصطفےٰ ﷺ:

۵ ؍ستمبر بروز جمعرات بعد نمازِ عشاء لیاقت آباد نمبر ۲ پر سالانہ

https:.//www.ashrafia.net

محفلِ نعت عظیم الشان طریقے سے منعقد کی گئی۔ جس سے خصوصی خطاب مخدوم زادہ سید مکرم اشرف جیلانی نے فرمایا۔ آپ نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شانِ کریمی پر گفتگو فرمائی اور لفظِ کریم کے معنی کو مفصل انداز میں شانِ رسالت ﷺ کے ساتھ بیان فرمایا۔ خطاب کے بعد جناب محمد زوہیب اشرفی نے نعتِ رسولِ مقبول ﷺ پیش کا ہدیہ پیش کیا۔ بعد ازاں صلوٰۃ وسلام، خصوصی دعا اور لنگر کا اہتمام ہوا۔

سالانہ محفلِ میلادِ مصطفےٰ ﷺ:

۶ / ستمبر بروز جمعہ بعد نمازِ عشاء انجمن جشنِ عید میلاد النبی ﷺ کی جانب سے ہر سال ۱۲ / روزہ عظیم الشان محافلِ میلادِ مصطفےٰ ﷺ منعقد کی جاتی ہیں۔ یکم ربیع الاوّل کو حضرت فخر المشائخ ابو المکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی خصوصی خطاب فرماتے ہیں۔ آپ نے دیئے گئے موضوع ''ختم نبوت'' پر قرآن و حدیث کی روشنی میں مفصل و مدلل گفتگو فرمائی اور قرآنِ مجید فرقانِ حمید سے شانِ رسالت ﷺ کو بیان فرمایا خطاب کے بعد صلوٰۃ وسلام ہوا اور حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے خصوصی دعا فرمائی۔

جلسہ میلاد النبی ﷺ:

۸ / ستمبر بروز اتوار بعد نمازِ عشاء حسن کالونی، لیاقت آباد ٹاؤن میں جلسہ میلاد النبی ﷺ منعقد ہوا۔ جس سے خصوصی خطاب حضرت فخر المشائخ ابو المکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے فرمایا۔ یہ محفل بھی کئی سال سے جاری ہے و ساری ہے اور ۱۲ / روز تک محافل کا انعقاد رہتا ہے۔ حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے ''شفاعت مصطفےٰ ﷺ'' کے موضوع پر گفتگو فرمائی اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرتِ مبارک کو احسن انداز میں بیان فرمایا اور بتایا کہ: ''قیامت کے دن آقائے دو جہاں سرورِ کون و مکاں ﷺ ہماری شفاعت فرمائیں گے اور شفاعت کا تاجِ مبارک انہی کا سر اقدس پر سجا ہوگا''۔ محفل کے اختتام پر آپ نے خصوصی دعا فرمائی اور لنگر کا اہتمام ہوا۔

ختمِ نبوت کانفرس (۵۰ سالہ گولڈن جوبلی):

۸ / ستمبر بروز اتوار ختمِ نبوت فورم کی جانب سے مریم مارکیٹ نزد اسلامیہ کالج، جمشید روڈ پر عظیم الشان ۵۰ سالہ گولڈن جوبلی بسلسلہ ختمِ نبوت منعقد کی گئی۔ جس میں ملکِ پاکستان کے جید علمائے کرام و مشائخ عظام اور وکلاء حجرات نے خصوصی شرکت فرمائی۔ اس موقع پر حضرت فخر المشائخ ابو المکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے بھی اس پروگرام میں خصوصی شرکت کی اور ختمِ نبوت فورم کو اس پرگرام کے انعقاد پر مبارکباد پیش کی۔ آپ نے اپنے خطاب میں نبی پاک ﷺ کی شانِ نبوت پر گفتگو فرمائی اور ختمِ نبوت فورم کے اراکین کو کچھ مفید مشورے بھی دیئے۔ اس موقع پر حضرت علامہ سید شاہ عبد الحق قادری، حضرت علامہ مفتی جواد برکاتی شامی، حضرت علامہ مفتی عبد اللہ نورانی، حضرت علامہ مفتی یونس شاکر، حضرت علامہ عمران شامی و دیگر علمائے کرام بھی شریک تھے۔

◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆

https://www.ashrafia.net

درسِ حدیث

حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللهِ اِنَّا نَرْكَبُ الْبَحْرَ وَنَحْمِلُ مَعَنَا الْقَلِيْلَ مِنَ الْمَآءِ فَاِنْ تَوَضَّأْنَا بِهٖ عَطِشْنَا اَفَنَتَوَضَّأُ بِمَآءِ الْبَحْرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الطَّهُوْرُ مَآؤُهٗ وَالْحِلُّ مَيْتَتُهٗ رَوَاهُ مَالِكٌ وَّالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ۔

وَعَنْ اَبِیْ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِاللهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ لَيْلَةَ الْجِنِّ مَافِيْ اِدَاوَتِكَ قَالَ قُلْتُ نَبِيْذٌ قَالَ تَمْرَةٌ طَيِّبَةٌ وَّمَآءٌ طَهُوْرٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَزَادَ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ فَتَوَضَّأَ مِنْهُ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ اَبُوْزَيْدٍ مَجْهُوْلٌ وَّصَحَّ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَمْ اَكُنْ لَيْلَةَ الْجِنِّ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

وَعَنْ كَبْشَةَ بِنْتِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَتْ تَحْتَ ابْنِ اَبِيْ قَتَادَةَ اَنَّ اَبَاقَتَادَةَ دَخَلَ عَلَيْهَا فَسَكَبَتْ لَهٗ وَضُوْءً فَجَآءَتْ هِرَّةٌ تَشْرَبُ مِنْهُ فَاَصْغٰى لَهَا الْاِنَاءَ حَتّٰى شَرِبَتْ قَالَتْ كَبْشَةُ فَرَاٰنِيْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ فَقَالَ اَتَعْجَبِيْنَ يَا ابْنَةَ اَخِيْ قَالَتْ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجِسٍ اِنَّهَا مِنَ الطَّوَّافِيْنَ عَلَيْكُمْ اَوِ الطَّوَّافَاتِ رَوَاهُ مَالِكٌ وَّاَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ۔

ترجمہ:

روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا، عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم سمندر میں سوار ہوتے ہیں اور اپنے ساتھ تھوڑا پانی لے جاتے ہیں اگر اس سے وضو کرلیں تو پیاسے رہ جائیں تو کیا ہم سمندر کے پانی سے وضو کیا کریں (۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سمندر کا پانی پاک ہے (۲) اور اس کا مردار حلال (۳)

(مالک، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، دارمی)

روایت ہے ابوزید سے وہ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنات کی رات (۴) ان سے فرمایا کہ: تمہارے برتن میں کیا ہے؟ فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا: نبیذ ہے (۵) فرمایا: کھجور پاک ہے اور پانی پاک کرنے والا (۶) ابوداؤد، احمد، ترمذی نے زیادہ کیا کہ پھر اس سے وضو فرمایا۔ ترمذی کہتے ہیں کہ: ابوزید مجہول ہے (۷) حضرت